ماہنامہ

ای تعلیم
etaleem

بہترین استاد
بہترین تعلم

سیکھیے، سکھائیے

September 2026

یومِ دفاعِ پاکستان

مثبت کلاس روم کلچر

ڈیجیٹل ہوم ورک

شمارہ نمبر 19

یومِ دفاع پاکستان 05

انکلیوسیو ایجوکیشن 09

اسلامی آداب و کردار سازی 13

مثبت کلاس روم کلچر 18

ڈیجیٹل ہوم ورک 23

طلبہ کی حوصلہ افزائی کے موثر طریقے 27

آداب 31

کس نے صحرا میں مرے واسطے رکھی ہے یہ چھاؤں 32

اک چراغ اپنے لہو سے ہی جلادیں ہم لوگ 35

بیادِ اقبالؒ مقابلہ جات 36

ایڈیٹر: مالک خان سیال

ایڈوائزری بورڈ:

سید عامر محمود، محمد عامر شہزاد، محمد اسلم خان، شہباز امتیاز

ریسرچ ٹیم:

1۔ارسلان شاکر 2۔اصغر حمید

3۔یاسر نواز 4۔عدیل حسن تارڑ

ڈیزائننگ: حافظ شہزاد الحسن

GHAZALI EDUCATION FOUNDATION

ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ

برائے وٹس ایپ رابطہ:

0333-1211244

فی شمارہ: 200روپے

سالانہ سبسکرپشن: 2400روپے

5-E ثمن برگ جوہر ٹاؤن، لاہور

قرآن و حدیث

قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِندَ اللَّهِ ۚ مَن لَّعَنَهُ
اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ
الطَّاغُوتَ ۚ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ

(سورہ مائدہ آیت 60)

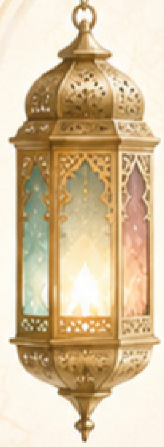

پھر کہو "کیا میں ان لوگوں کی نشاندہی کروں جن کا انجام خدا کے ہاں فاسقوں کے انجام سے بھی بدتر ہے؟ وہ جن پر خدا نے لعنت کی، جن پر اس کا غضب ٹوٹا، جن میں سے بندر اور سور بنائے گئے، جنہوں نے طاغوت کی بندگی کی اور ان کا درجہ اور بھی زیادہ برا ہے اور وہ" سواء السبیل " سے بہت زیادہ دور بھٹک گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کامیاب ہو گیا وہ شخص جسے اسلام کی ہدایت نصیب ہوئی اور ضرورت کے مطابق روزی ملی اور اس نے اس پر قناعت کی"۔

(سنن ابن ماجہ 4138)

تجدید عہدِ وفا کا دن

6 ستمبر ہماری قومی تاریخ کا وہ روشن باب ہے جو ہمیں اتحاد، جرأت، قربانی اور وطن سے وفاداری کا درس دیتا ہے۔ یہ دن صرف شہدائے وطن کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کا موقع نہیں، بلکہ اس عہد کی تجدید بھی ہے کہ ہم پاکستان کی سلامتی، ترقی اور استحکام کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری دیانت داری سے نبھائیں گے۔

قوموں کا دفاع صرف سرحدوں پر نہیں ہوتا؛ ان کے نظریات، اقدار، کردار اور نئی نسل کی درست تربیت بھی قومی دفاع کا اہم حصہ ہے۔ اس عظیم ذمہ داری میں استاد کا کردار سب سے نمایاں ہے۔ استاد کلاس روم میں بظاہر سبق پڑھاتا ہے، مگر حقیقت میں وہ قوم کا مستقبل تعمیر کرتا ہے۔ اس کے الفاظ، رویّے اور کردار طلبہ کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔

یومِ دفاع ہمیں یاد دلاتا ہے کہ وطن سے محبت صرف نعروں کا نام نہیں۔ دیانت داری، وقت کی پابندی، نظم و ضبط، قانون کا احترام، دوسروں کے حقوق کی پاس داری اور قومی وسائل کی حفاظت بھی حب الوطنی کی عملی صورتیں ہیں۔ استاد اپنے طلبہ میں یہ شعور پیدا کر سکتا ہے کہ ایک اچھا طالب علم ہی آگے چل کر ذمہ دار شہری بنتا ہے، اور ذمہ دار شہری مضبوط پاکستان کی ضمانت ہوتے ہیں۔

اساتذہ صبح کی اسمبلی، تقاریر، مکالموں، تحریری سرگرمیوں اور شہدائے وطن کے واقعات کے ذریعے بچوں میں قومی شعور بیدار کریں۔ انھیں یہ سمجھائیں کہ پاکستان کی حفاظت صرف افواج کی ذمہ داری نہیں، بلکہ ہر شہری اپنے کردار، علم اور خدمت کے ذریعے وطن کا محافظ بن سکتا ہے۔

اس 6 ستمبر پر ہر استاد یہ عہد کرے کہ وہ اپنی تدریس کو صرف نصابی تکمیل تک محدود نہیں رکھے گا، بلکہ طلبہ میں حب الوطنی، ذمہ داری، قربانی، خود اعتمادی اور خدمتِ خلق کا جذبہ بھی پیدا کرے گا۔ سرحدوں کی حفاظت سپاہی کرتے ہیں، مگر قوم کے نظریاتی، اخلاقی اور علمی محاذ کی حفاظت استاد کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

آیئے، ہم ایسی نسل تیار کریں جو پاکستان سے محبت کرے، اس کی قدر پہچانے اور اس کی تعمیر و ترقی میں مؤثر کردار ادا کرے۔ یہی یومِ دفاع کا حقیقی پیغام اور شہدائے وطن کو بہترین خراجِ عقیدت ہے۔

مالک خان سیال

یومِ دفاع پاکستان

سکول میں قومی شعور، کردار اور خدمت کا جذبہ

6 ستمبر یومِ دفاع پاکستان ہماری قومی تاریخ کا ایک اہم دن ہے۔ یہ دن ہمیں اُن شہداء، غازیوں اور محافظانِ وطن کی قربانیوں کی یاد دلاتا ہے جنہوں نے ملک کی سلامتی، آزادی اور خود مختاری کے لیے بے مثال جرأت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ یومِ دفاع صرف ماضی کے واقعات کو یاد کرنے کا نام نہیں بلکہ اپنے حال کا جائزہ لینے اور مستقبل کے لیے ذمہ دارانہ عہد کرنے کا موقع بھی ہے۔

سکول میں یومِ دفاع منانے کا مقصد بچوں کو جنگ یا نفرت کی طرف مائل کرنا نہیں ہونا چاہیے۔ اس دن کا اصل تعلیمی پیغام یہ ہے کہ قومیں اتحاد، نظم و ضبط، علم، دیانت داری، محنت اور ذمہ دار کردار سے مضبوط ہوتی ہیں۔ سرحدوں پر موجود سپاہی وطن کی جغرافیائی حفاظت کرتے ہیں، جبکہ استاد نئی نسل کے نظریات، اخلاق اور کردار کی حفاظت کرتا ہے۔

استاد اپنے طرزِ عمل، گفتگو اور سرگرمیوں کے ذریعے طلبہ کو یہ سمجھا سکتا ہے کہ حب الوطنی صرف جھنڈے لہرانے، ملی نغمے سننے یا نعرے لگانے کا نام نہیں۔ وقت کی پابندی، سچائی، قانون کا احترام، قومی املاک کی حفاظت، دوسروں کے حقوق کی پاس داری اور تعلیم میں محنت بھی وطن سے محبت کی عملی صورتیں ہیں۔

یومِ دفاع کے موقع پر کروائی جانے والی سرگرمیوں کے ذریعے طلبہ میں درج ذیل اوصاف پیدا کیے جا سکتے ہیں:

- شہداء اور قومی خدمت گزاروں کی قربانیوں کا احترام
- وطن سے محبت اور ذمہ داری کا احساس
- اتحاد، تعاون اور نظم وضبط
- مشکل حالات میں حوصلہ اور ثابت قدمی
- قومی وسائل اور املاک کی حفاظت
- امن، رواداری اور باہمی احترام
- پاکستان کی تعمیر و ترقی میں حصہ لینے کا جذبہ

یومِ دفاع کا مرکزی پیغام

پاکستان کا دفاع صرف سرحدوں پر نہیں ہوتا؛ علم، کردار، اتحاد، دیانت داری اور خدمتِ خلق کے ذریعے بھی وطن کو مضبوط بنایا جاتا ہے۔

بامقصد اسمبلی اور کلاس روم سرگرمیاں

1۔ خصوصی صبح کی اسمبلی

یومِ دفاع کی سرگرمیوں کا آغاز ایک مختصر، منظم اور بامقصد اسمبلی سے کیا جائے۔ تقریب کو بہت طویل بنانے کے بجائے اس کے پیغام کو مؤثر بنایا جائے۔ اسمبلی میں یہ حصے شامل کیے جاسکتے ہیں:

- تلاوتِ قرآنِ مجید اور ترجمہ
- یومِ دفاع کا مختصر تعارف
- شہداء اور محافظانِ وطن کے لیے دعا
- ایک طالب علم کی مختصر تقریر
- بامقصد ملی نغمہ
- قومی ترانہ
- طلبہ سے قومی ذمہ داری کا عہد

طلبہ سے یہ عہد کروایا جاسکتا ہے:

ہم اپنے وطن سے محبت کریں گے، پوری دیانت داری سے علم حاصل کریں گے، نظم وضبط کی پابندی کریں گے، قومی املاک کی حفاظت کریں گے اور اپنے کردار سے پاکستان کا نام روشن کریں گے۔

2۔ کہانی سنائیں، سوالات کروائیں

پرائمری جماعتوں کے طلبہ کو کسی بہادر سپاہی، امدادی کارکن یا ذمہ دار بچے کی مختصر کہانی سنائی جائے۔ کہانی ایسی ہو جس سے جرأت، تعاون اور فرض شناسی کا سبق ملے۔ کہانی کے بعد بچوں سے پوچھا جائے:

- بہادری کا حقیقی مطلب کیا ہے؟
- کیا سچ بولنا بھی بہادری ہے؟
- مشکل وقت میں دوسروں کی مدد کیسے کی جاسکتی ہے؟
- ایک طالب علم اپنے وطن کے لیے کیا کرسکتا ہے؟

اس گفتگو سے بچے سمجھیں گے کہ بہادری صرف میدانِ جنگ تک محدود نہیں۔ غلط کام سے انکار، کمزور کی مدد اور مشکل حالات میں درست فیصلہ کرنا بھی بہادری ہے۔

3۔ قومی ہیروز کا تعارف

طلبہ کو چھوٹے گروہوں میں تقسیم کر کے مختلف قومی ہیروز اور خدمت گزاروں کے بارے میں مختصر تعارف تیار کروایا جائے۔ ان میں شہداء، فوجی افسران، سائنس دان، ڈاکٹر، اساتذہ، رضاکار اور امدادی کارکن شامل کیے جاسکتے ہیں۔ ہر گروپ یہ معلومات پیش کرے:

- شخصیت کا نام
- اس کا شعبۂ خدمت
- نمایاں کارنامہ
- اس کی زندگی سے حاصل ہونے والا سبق
- طلبہ کے لیے ایک عملی پیغام

اس سرگرمی سے بچوں کو معلوم ہوگا کہ پاکستان کی خدمت صرف ایک شعبے سے وابستہ نہیں بلکہ ہر شخص اپنی صلاحیت کے مطابق ملک کی تعمیر میں حصہ لے سکتا ہے۔

4۔ ”شہیدِ وطن کے نام خط“

طلبہ سے ایک مختصر خط لکھوایا جائے جس کا عنوان ہو : **محترم شہیدِ وطن! ہم آپ کی قربانی کو کیسے یاد رکھیں گے؟**

طلبہ خط میں لکھ سکتے ہیں:

- وہ شہداء کی قربانی کے بارے میں کیا محسوس کرتے ہیں؟
- وہ ایک ذمہ دار طالب علم کیسے بنیں گے؟
- انہیں اس قربانی سے کیا سبق ملا؟
- وہ پاکستان کی خدمت کے لیے کیا عہد کرتے ہیں؟

چھوٹی جماعتوں کے طلبہ تین سے پانچ جملے لکھ سکتے ہیں، جبکہ بڑی جماعتوں سے مکمل خط لکھوایا جاسکتا ہے۔ منتخب خطوط اسمبلی میں پڑھوائے جائیں یا کلاس کے نوٹس بورڈ پر لگائے جائیں۔

5۔ ”میں پاکستان کا ذمہ دار شہری ہوں“ چارٹ

کلاس میں ایک بڑا چارٹ لگایا جائے جس پر لکھا ہو : **میں پاکستان کو مضبوط بنانے کے لیے کیا کرسکتا ہوں؟**

ہر طالب علم ایک پرچی پر اپنا ایک عملی عہد لکھے، مثلاً:

پرچیاں چارٹ پر چسپاں کر کے اسے پورا ہفتہ کلاس میں آویزاں رکھا جائے۔ استاد ہفتے کے اختتام پر طلبہ سے پوچھے کہ انہوں نے اپنے عہد پر کس حد تک عمل کیا۔

6۔ پوسٹر اور سلوگن مقابلہ

طلبہ درج ذیل موضوعات پر پوسٹر یا سلوگن تیار کرسکتے ہیں:

- علم سے وطن کا دفاع
- شہداء کی قربانی، ہماری ذمہ داری
- مضبوط پاکستان، ذمہ دار شہری
- میرا کردار، میرے وطن کے لیے
- اتحاد میں طاقت ہے
- امن، تعلیم اور ترقی

پوسٹرز میں نفرت، تشدد یا کسی دوسرے ملک اور قوم کی تضحیک کے بجائے امن، اتحاد، قربانی اور خدمت کے مثبت پیغامات شامل کیے جائیں۔

7۔ تقریری مقابلہ

مختلف جماعتوں کے لیے عمر کے مطابق موضوعات منتخب کیے جائیں۔

پرائمری جماعتوں کے لیے : میرا پیارا پاکستان، میں وطن کی خدمت کیسے کروں گا؟، ہمارا قومی پرچم، بہادری کیا ہے؟

مڈل اور سیکنڈری جماعتوں کے لیے : یومِ دفاع اور قومی اتحاد، استاد، نظریاتی سرحدوں کا محافظ، قومی دفاع میں تعلیم کا کردار، پاکستان کی اصل طاقت: باکردار نوجوان، حب الوطنی: جذبہ بھی، ذمہ داری بھی

تقریر کے دوران صرف بلند آواز اور جوش کو اہمیت نہ دی جائے بلکہ واضح پیغام، درست معلومات اور عملی تجاویز کو بھی جانچا جائے۔

عملی، گروہی اور تربیتی سرگرمیاں

8۔ کردار نگاری اور مختصر خاکہ

طلبہ ایک مختصر خاکہ پیش کریں جس میں درج ذیل کردار ہوں:

سپاہی	استاد	ڈاکٹر
کسان	طالب علم	رضاکار

ہر کردار چند جملوں میں بتائے کہ وہ پاکستان کی حفاظت اور ترقی میں کیا کردار ادا کرتا ہے۔ آخر میں تمام کردار مل کر کہیں:

ہم سب اپنے اپنے مقام پر پاکستان کے محافظ ہیں۔

یہ سرگرمی بچوں کو سمجھاتی ہے کہ قومی دفاع صرف فوجی ذمہ داری نہیں بلکہ ہر شعبہ ملک کی مضبوطی میں حصہ ڈالتا ہے۔

9۔ یومِ دفاع کوئز

کلاس یا ہاؤسز کے درمیان مختصر کوئز مقابلہ کروایا جائے۔ سوالات صرف جنگی تاریخ تک محدود نہ ہوں بلکہ ان موضوعات کو بھی شامل کیا جائے:

پاکستان کی قومی علامات، قومی ہیروز اور شہداء، پاکستان کے صوبے اور ثقافتیں، شہری ذمہ داریاں، قومی وسائل کی حفاظت، اتحاد، نظم و ضبط اور خدمت، قومی پرچم اور قومی ترانہ

ہر جواب کے بعد استاد اس کی مختصر وضاحت بھی کرے تاکہ کوئز محض مقابلہ نہ رہے بلکہ سیکھنے کا ذریعہ بنے۔

10۔ خدمتِ وطن مہم

یومِ دفاع کو صرف تقریب کے بجائے عملی خدمت کے دن میں تبدیل کیا جائے۔ ہر کلاس ایک چھوٹی سرگرمی منتخب کرے:

سکول یا کلاس روم کی صفائی، پودا لگانا، پانی بچانے کی مہم، کتابوں کی مرمت اور حفاظت، ضرورت مند طالب علم کے لیے تعلیمی سامان جمع کرنا، سکول کے فرنیچر کی حفاظت کا عہد، پرندوں کے لیے پانی رکھنا

استاد بچوں کو سمجھائے کہ وطن کی خدمت کا آغاز اپنے گھر، کلاس، سکول اور محلے سے ہوتا ہے۔

عدیل حسن تارڑ

انکلیوسیو ایجوکیشن:
پاکستان اور دنیا کا بدلتا ہوا منظر نامہ

ایک لمحے کے لیے تصور کیجیے کہ ایک بچہ صبح یونیفارم پہن کر سکول جانے کے لیے نکلتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں کتابیں، آنکھوں میں خواب اور دل میں آگے بڑھنے کی خواہش ہے۔ لیکن اگر یہی بچہ کسی جسمانی، سماعتی، بصری، ذہنی یا کسی دوسری معذوری کے ساتھ زندگی گزار رہا ہو تو کیا ہمارے تعلیمی نظام میں اس کے لیے بھی وہی راستہ موجود ہے جو دیگر بچوں کے لیے ہے؟ کیا سکول، کلاس روم، نصاب اور تدریسی طریقے اس کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں؟ اگر جواب منفی ہو تو سوچنا ہو گا کہ مسئلہ بچے میں ہے یا تعلیمی نظام میں؟ یہی سوال انکلیوسیو ایجوکیشن کی بنیاد ہے۔

انکلیوسیو ایجوکیشن کا تصور

انکلیوسیو ایجوکیشن کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہر بچے کو، اس کی صلاحیت، ضرورت، معاشی حیثیت یا جغرافیائی پس منظر سے قطع نظر، معیاری تعلیم حاصل کرنے اور تعلیمی سرگرمیوں میں بھرپور شرکت کا موقع ملے۔ یہ تصور صرف معذوری کے حامل بچوں تک محدود نہیں بلکہ ہر اس رکاوٹ کو ختم کرنے کی کوشش ہے جو کسی بچے کو سیکھنے اور آگے بڑھنے سے روکتی ہے۔ ماضی میں معذوری کے حامل بچوں کو عام تعلیمی نظام سے الگ رکھنا مناسب سمجھا جاتا تھا اور ان کے لیے خصوصی سکول قائم کیے جاتے تھے۔ اس نظام نے بہت سے بچوں کو تعلیم کے مواقع فراہم کیے، لیکن وقت کے ساتھ یہ سوال سامنے آیا کہ اگر ہم ان بچوں کو معاشرے کا برابر کا حصہ بنانا چاہتے ہیں تو کیا انہیں معاشرے سے الگ تعلیم دینا کافی ہے؟ اسی سوال نے دنیا کو انکلیوسیو ایجوکیشن کی طرف متوجہ کیا۔ 1994 کا سلامانکا اعلامیہ، 2006 میں اقوام متحدہ کا کنونشن آن دی رائٹس آف پرسنز ود ڈس ایبلیٹیز اور پائیدار ترقی کے اہداف، خصوصاً SDG 4 ، نے اس تصور کو مزید مضبوط کیا کہ تعلیم ہر بچے کا بنیادی حق ہے اور کسی بچے کو معذوری یا کسی دوسری وجہ سے تعلیمی مواقع سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔

آج انکلیو سیو ایجو کیشن کا مطلب صرف یہ نہیں کہ بچے کو عام سکول میں داخل کر دیا جائے۔اصل مقصد یہ ہے کہ بچہ کلاس روم میں موجود ہونے کے ساتھ ساتھ سیکھے، سرگرمیوں میں حصہ لے اور خود کو سکول کا حقیقی حصہ محسوس کرے۔ اس لیے کامیابی کو صرف Access نہیں بلکہ Participation اور Learning سے بھی جانچا جانا چاہیے۔

پاکستان میں انکلیو سیو ایجو کیشن

پاکستان میں معذوری کے حامل بچوں کی تعلیم کے حوالے سے شعور میں اضافہ ہوا ہے۔ خصوصی تعلیم کے ادارے موجود ہیں، مختلف پالیسیاں بنائی گئی ہیں اور سرکاری و غیر سرکاری ادارے اس شعبے میں کام کر رہے ہیں۔تاہم ایک بڑا مسئلہ پالیسی اور عملی نفاذ کے درمیان موجود فاصلہ ہے۔

پایک پالیسی اس وقت تک مؤثر نہیں ہو سکتی جب تک وہ کلاس روم تک نہ پہنچے۔ حقیقی تبدیلی اس وقت آتی ہے جب استاد بچے کی ضروریات کو سمجھتا ہے، سکول قابل رسائی ہوتا ہے، مناسب تعلیمی وسائل دستیاب ہوتے ہیں، والدین کو رہنمائی ملتی ہے اور بچے کی تعلیمی پیش رفت کو مسلسل مانیٹر کیا جاتا ہے۔

پاکستان کی نیشنل ایجو کیشن پالیسی 2017 میں بھی معذوری کے حامل بچوں کے لیے تعلیمی مواقع بڑھانے اور سکولوں کو زیادہ انکلیو سیو بنانے کی ضرورت کو تسلیم کیا گیا تھا۔تاہم تربیت یافتہ اساتذہ، مناسب انفراسٹرکچر، معاون آلات اور دیگر وسائل کی کمی آج بھی ایک اہم چیلنج ہے۔

دیہی علاقوں کا چیلنج

یہ مسئلہ پاکستان کے دیہی علاقوں میں مزید پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ بڑے شہروں میں بعض خاندانوں کو خصوصی سکول، تھراپی سینٹر، سائیکالوجسٹ، اسپیچ تھراپسٹ اور دیگر سہولیات تک رسائی حاصل ہو سکتی ہے، لیکن دور دراز علاقوں میں رہنے والے بچوں کے لیے یہ مواقع بہت محدود ہوتے ہیں۔

کئی علاقوں میں سکول گھر سے دور ہوتے ہیں، ٹرانسپورٹ دستیاب نہیں ہوتی اور والدین کے لیے بچے کو روزانہ شہر لے جانا ممکن نہیں ہوتا۔ بعض اوقات قریبی سکول میں بھی ایسا تربیت یافتہ استاد موجود نہیں ہوتا جو مختلف ضروریات رکھنے والے بچوں کو مؤثر انداز میں پڑھا سکے۔

ایسے حالات میں ضروری نہیں کہ ہر بچے کو اپنے گھر اور کمیونٹی سے دور کسی خصوصی ادارے میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیجا جائے۔ اگر مقامی عام سکول کو مناسب سپورٹ فراہم کی جائے تو وہی سکول بچے کے لیے تعلیم کا مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے۔ تربیت یافتہ استاد، ریسورس روم، انفرادی تعلیمی منصوبہ (IEP) ، معاون آلات، والدین کی رہنمائی اور ضرورت کے مطابق ماہرین کی مدد ایک عام سکول کو مؤثر انکلیو سیو سکول میں تبدیل کر سکتی ہے۔

اس ماڈل کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ بچہ اپنی ہی کمیونٹی میں رہتے ہوئے تعلیم حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنے بہن بھائیوں، دوستوں اور دوسرے بچوں کے ساتھ بڑا ہوتا ہے۔ اس طرح انکلیو سیو ایجو کیشن صرف بچے کی تعلیم تک محدود نہیں رہتی بلکہ پوری کمیونٹی کے رویوں میں مثبت تبدیلی لانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

استاد کا کردار

انکلیوسیو ایجوکیشن کی کامیابی میں استاد کا کردار سب سے اہم ہے۔ بہترین پالیسی، نصاب یا سہولت بھی اس وقت تک مؤثر نہیں ہو سکتی جب تک کلاس روم میں موجود استاد مختلف تعلیمی ضروریات رکھنے والے بچوں کو پڑھانے کے لیے تیار نہ ہو۔

اساتذہ کو مختلف معذوریوں، کلاس روم اور کریکولم ایڈاپٹیشن، اسیسمنٹ، رویوں کے انتظام اور مختلف طریقہ ہائے تدریس کے حوالے سے عملی تربیت کی ضرورت ہے۔ یہ تربیت صرف ایک ورکشاپ تک محدود نہیں ہونی چاہیے بلکہ مسلسل پیشہ ورانہ ترقی کا حصہ بننی چاہیے۔

ایک تربیت یافتہ استاد بچے کی مشکل کو رکاوٹ سمجھنے کے بجائے اسے ایک تعلیمی ضرورت کے طور پر دیکھتا ہے اور تدریس کے طریقے میں مناسب تبدیلی لاتا ہے۔ یہی رویہ حقیقی شمولیت کی بنیاد بنتا ہے

RIEPاور والدین کی شمولیت

انفرادی تعلیمی منصوبہ یا IEP بھی انکلیوسیو ایجوکیشن کا اہم حصہ ہے۔ ہر بچہ منفرد ہوتا ہے اور ایک ہی معذوری رکھنے والے دو بچوں کی صلاحیتیں اور ضروریات بھی مختلف ہو سکتی ہیں۔ اس لیے بچے کی طاقت، ضرورت، تعلیمی سطح اور مستقبل کے اہداف کو سامنے رکھتے ہوئے انفرادی منصوبہ بندی ضروری ہے۔

IEP صرف ایک فارم یا فائل کا حصہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ استاد کے لیے عملی رہنما ہونا چاہیے۔ اس کے ذریعے بچے کے اہداف طے کیے جائیں، اس کی پیش رفت کو مانیٹر کیا جائے اور ضرورت کے مطابق تدریسی حکمت عملی میں تبدیلی کی جائے۔

اس عمل میں والدین بھی اہم شراکت دار ہیں۔ وہ اپنے بچے کی صلاحیتوں، دلچسپیوں اور مشکلات کو سب سے بہتر سمجھتے ہیں۔ سکول اور والدین کے درمیان مسلسل رابطہ بچے کی تعلیمی اور سماجی ترقی کو زیادہ مؤثر بنا سکتا ہے۔

لڑکوں، لڑکیوں میں احترام باہمی معاشرتی رویوں میں تبدیلی

پاکستان میں انکلیوسیو ایجوکیشن کے راستے میں صرف سہولیات کی کمی رکاوٹ نہیں بلکہ معاشرتی رویے بھی ایک بڑی رکاوٹ ہیں۔ ہم اکثر معذوری کے حامل بچوں کو ترس کی نظر سے دیکھتے ہیں یا یہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ دوسروں کی طرح آگے نہیں بڑھ سکتے۔

حقیقت یہ ہے کہ وہیل چیئر استعمال کرنے والے بچے کے خواب محدود نہیں ہوتے، سماعت سے محروم بچے کی سیکھنے کی صلاحیت ختم نہیں ہوتی، اور مختلف انداز میں سیکھنے والے بچے کی صلاحیت کم نہیں ہوتی۔ اصل ضرورت یہ ہے کہ ہم بچے کی معذوری سے پہلے اس کی صلاحیت کو دیکھیں۔

انکلیوسیو ایجوکیشن کو خیرات کے تصور سے بھی باہر نکالنے کی ضرورت ہے۔ معذوری کے حامل بچوں کو تعلیم دینا کسی فرد یا ادارے کی مہربانی نہیں بلکہ ان کا بنیادی حق ہے۔ جب ایک بچے کو تعلیم ملتی ہے تو صرف اس کا مستقبل نہیں بدلتا بلکہ اس کے خاندان اور معاشرے کے لیے بھی نئے امکانات پیدا ہوتے ہیں۔

پاکستان کے لیے آگے کا راستہ

پاکستان میں انکلیوسیو ایجوکیشن کو مؤثر بنانے کے لیے موجودہ پالیسیوں کے عملی نفاذ پر توجہ دینا ہوگی۔ اساتذہ کی تربیت کو مضبوط کرنا، عام سکولوں میں ریسورس سپورٹ فراہم کرنا، سکولوں کو قابلِ رسائی بنانا اور معاون آلات و ٹیکنالوجی کو ضرورت مند بچوں تک پہنچانا ضروری ہے۔

اس کے ساتھ دیہی علاقوں کو خصوصی ترجیح دینا ہوگی۔ اگر انکلیوسیو ایجوکیشن صرف بڑے شہروں تک محدود رہی تو ملک کے ایک بڑے حصے کے بچے تعلیمی محرومی کا شکار رہیں گے۔ مقامی سکولوں کو مضبوط بنا کر بچوں کو ان کے اپنے علاقوں میں معیاری تعلیم فراہم کی جا سکتی ہے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ انکلیوسیو ایجوکیشن کی کامیابی کو صرف داخلوں کی تعداد سے نہ ناپا جائے۔ اصل سوال یہ ہے کہ بچے کیا سیکھ رہے ہیں، کلاس روم میں کس حد تک حصہ لے رہے ہیں، ان کی تعلیمی پیش رفت کتنی ہے اور کیا وہ خود کو سکول کا حصہ سمجھتے ہیں۔

اس مقصد کے لیے وفاقی اور صوبائی سطح پر صرف پالیسی سازی کافی نہیں، بلکہ واضح اہداف، بجٹ، نگرانی اور جواب دہی کا مؤثر نظام بھی ضروری ہے۔ ہر ضلع میں ایسے سکولوں کی نشاندہی کی جا سکتی ہے جنہیں مرحلہ وار انکلیوسیو ماڈل سکول کے طور پر تیار کیا جائے، جہاں تربیت یافتہ اساتذہ، ریسورس روم، بنیادی معاون آلات اور ماہرین سے رابطے کی سہولت موجود ہو۔ اس کے ساتھ سکول سربراہان کو بھی یہ ذمہ داری دی جائے کہ وہ انکلیوسیو ایجوکیشن کو سکول کی سالانہ منصوبہ بندی اور تعلیمی اہداف کا باقاعدہ حصہ بنائیں۔

مزید یہ کہ حکومت، تعلیمی اداروں، غیر سرکاری تنظیموں، مقامی کمیونٹی اور والدین کے درمیان شراکت داری کو مضبوط بنانا ہوگا۔ بہت سے مسائل صرف بڑے بجٹ سے نہیں بلکہ بہتر رابطے، مقامی وسائل کے مؤثر استعمال اور بروقت رہنمائی سے بھی حل کیے جا سکتے ہیں۔ اگر بچے کی ضرورت کی بروقت شناخت ہو، استاد کو عملی مدد ملے اور والدین کو اعتماد کے ساتھ تعلیمی عمل میں شامل کیا جائے تو انکلیوسیو ایجوکیشن ایک الگ پروگرام کے بجائے پورے تعلیمی نظام کی فطری خصوصیت بن سکتی ہے۔

اختتامیہ

شاید ہمیں انکلیوسیو ایجوکیشن کو ایک منصوبے کے بجائے ایک سوچ کے طور پر دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ایسی سوچ جس میں ہم یہ نہ پوچھیں کہ یہ بچہ ہمارے سکول کے قابل ہے یا نہیں؟ **بلکہ یہ پوچھیں کہ ہم اپنے سکول کو اس بچے کے لیے کیسے بہتر بنا سکتے ہیں؟**

پاکستان کے سامنے چیلنج بڑا ہے، لیکن موقع اس سے بھی بڑا ہے۔ ہم دنیا کے تجربات سے سیکھتے ہوئے اپنی مقامی ضروریات کے مطابق ایسا انکلیوسیو ایجوکیشن ماڈل تشکیل دے سکتے ہیں جو شہری اور دیہی دونوں علاقوں کے لیے قابلِ عمل ہو۔

آخر میں سوال یہ نہیں کہ بچہ کتنا مختلف ہے، بلکہ یہ ہے کہ ہمارا تعلیمی نظام اسے قبول کرنے کے لیے کتنا تیار ہے۔ جب ایک معذوری کا حامل بچہ سکول کے دروازے پر کھڑا ہو کر یہ نہ سوچے کہ **"کیا مجھے یہاں قبول کیا جائے گا؟"** بلکہ اسے یقین ہو کہ **"یہ سکول میرا بھی ہے"**، جب والدین اپنے بچے کے مستقبل سے مایوس ہونے کے بجائے پُرامید ہوں اور جب استاد کسی بچے کی مشکل کو بوجھ نہیں بلکہ ایک تعلیمی ضرورت سمجھے، تب ہم کہہ سکیں گے کہ انکلیوسیو ایجوکیشن ہماری پالیسی ہی نہیں بلکہ ہماری سوچ اور تعلیمی نظام کا حصہ بن چکی ہے۔

ہر بچہ سکول آئے، ہر بچہ سیکھے، ہر بچہ آگے بڑھے، اور کسی بچے کو یہ محسوس نہ ہو کہ وہ اس معاشرے میں غیر ضروری ہے۔ شاید یہی ایک حقیقی انکلیوسیو پاکستان کی بنیاد ہے۔

اصغر حمید

اسلامی آداب و کردار سازی

تربیت کیوں اور کیسے؟

اسلامی آداب واطوار محض چند خوب صورت باتوں یا نصیحتوں کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک ایسا عملی نظامِ زندگی ہے جو بچے کی شخصیت، کردار، گفتگو، رویّے اور معاشرتی تعلقات کو سنوارتا ہے۔ سکول بچے کی زندگی کا وہ اہم مقام ہے جہاں وہ علم کے ساتھ ساتھ رہن سہن، میل جول، نظم وضبط، احترام، صفائی، دیانت، برداشت اور ذمہ داری جیسے اوصاف بھی سیکھتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ سکول میں اسلامی آداب کو صرف پڑھایا نہ جائے بلکہ انہیں روزمرہ معمولات، سرگرمیوں اور عملی تربیت کا حصہ بنایا جائے۔

اسلام ہمیں ہر معاملے میں خوب صورتی، پاکیزگی اور اعتدال سکھاتا ہے۔ سلام کرنا، نرمی سے بات کرنا، والدین اور اساتذہ کا احترام، چھوٹوں پر شفقت، صفائی کا خیال، وقت کی پابندی، امانت داری، وعدے کی پاسداری، کھانے پینے کے آداب، راستے اور محفل کے آداب——یہ سب اسلامی تربیت کے اہم پہلو ہیں۔ جب بچہ ان آداب کو سکول کے ماحول میں بار بار دیکھتا، سنتا اور خود عمل کرتا ہے تو یہ باتیں اس کی عادت اور پھر شخصیت کا حصہ بن جاتی ہیں۔

عملی تربیت کا اہم پہلو

آج کے دور میں بچوں کو صرف معلومات دینا کافی نہیں۔ وہ بہت کچھ سنتے ہیں، مگر عملی نمونہ کم دیکھتے ہیں۔انہیں عملی تربیت کی ضرورت ہے۔استاد ہی ان کا آئیڈیل ہے۔استاد کو ماڈل ہونا چاہیے، اگر استاد خود سلام میں پہل کرے، گفتگو میں نرمی رکھے، صفائی کا خیال رکھے، وعدہ پورا کرے اور بچوں کے ساتھ انصاف سے پیش آئے تو بچے خاموشی سے یہ سب سیکھتے ہیں۔اور انہیں عملاً اختیار کرتے ہیں۔ اس لیے اسلامی آداب کی تربیت کا پہلا اصول یہ ہے کہ سکول کا ماحول اور تربیت کرنے والا خود ان آداب کی عملی تصویر بنے۔

سکول میں تربیت کے اہم پہلو

سلام اور خوش اخلاقی

سلام کرنا ایک خوب صورت عمل ہے، اسلام میں بھی سلام کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے سلام کرنے کو اہل جنت کی صفت قرار دیا ہے۔ ہر بچے کو سکھایا جائے کہ سکول میں داخل ہوتے وقت، کلاس میں آتے وقت، استاد یا ساتھی سے ملتے وقت سلام کرے۔ سلام کے ساتھ مسکراہٹ، نرم لہجہ اور احترام بھی شامل ہو۔اس سے محبت بڑھتی ہے۔اعتماد پیدا ہوتا ہے، سلام کرنے والے کی شخصیت نکھرتی ہے۔احسن یہ ہے کہ استاد خود عملی نمونہ پیش کریں

صفائی اور پاکیزگی

اسلام صفائی کو بہت اہمیت دیتا ہے۔ صفائی چاہے گھر کی ہو، سکول یا آس پاس کے ماحول کی یا یونیفارم کی ہو یا اخلاق و کردار کی صفائی بہر صورت اسے نصف ایمان قرار دیا گیا ہے، اسلام میں صفائی اور جسمانی پاکیزگی کی بہت زیادہ اہمیت ہے، بچوں کو ذاتی صفائی، یونیفارم کی صفائی، کلاس روم کی صفائی، اور جو بھی دیگر ہوں انہیں عملی تربیت دی جائے، واش روم کے درست استعمال اور سکول کے ماحول کو صاف رکھنے کی عملی تربیت بھی بہت اہم ہے۔

بڑوں کا ادب چھوٹوں پہ شفقت

نہ صرف انسان بلکہ حیوان تک محبت اور شفقت کے محتاج ہیں، اس لیے کہ فطری جذبات اللہ تعالی نے انسان کی فطرت میں ودیعت کر دیئے ہیں۔یہ تمام خصوصیات ایک بچہ یا گھر کے ماحول سے یا سکول کی چار دیواری کے اندر سیکھتا ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ اساتذہ، والدین، بزرگوں اور مہمانوں کے احترام کا طریقہ عملی مثالوں سے سکھائیں اور سمجھائیں۔اسی طرح چھوٹے بچوں سے محبت، مدد اور نرمی کا رویہ اپنانے کی تربیت دی جائے۔اس عملی تربیت کو بچے بہر جلد اختیار کرتے ہیں اور یہ ان کی شخصیت کا حصہ بن جاتا ہے جو ساری زندگی ساتھ ساتھ چلتا ہے۔

گفتگو کے آداب

گفتگو کسی کی شخصیت کا عکس ہوتی ہے۔اچھی گفتگو،اچھی شخصیت کی پہچان ہوتی ہے۔بچے اوائل عمر میں ہی اس کے محتاج ہوتے ہیں کہ انہیں گفتگو کے آداب سکھائے جائیں۔بچوں کو بتایا جائے کہ چیخ کر بات کرنا، دوسروں کی بات کاٹنا، مذاق اڑانا، برے نام رکھنا یا جھوٹ بولنا اچھا عمل نہیں۔انہیں سچ بولنے، مناسب الفاظ استعمال کرنے اور دوسروں کی بات توجہ سے سننے کی عادت ڈالی جائے۔

کھانے پینے کے آداب

کھانا پینا انسان کی بنیادی ضرورت ہے، لیکن اسلام نے اسے بھی آداب اور اچھے طریقوں کے ساتھ جوڑا ہے۔بچوں کو ابتدا ہی سے کھانے پینے کے اسلامی آداب عملی طور پر سکھائے جائیں تاکہ یہ عادات ان کی روزمرہ زندگی کا حصہ بن جائیں۔انہیں بسم اللہ پڑھنے، دائیں ہاتھ سے کھانے پینے، کھانا ضائع نہ کرنے، پانی اطمینان سے پینے، دوسروں کا خیال رکھنے اور کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی تربیت دی جائے۔

- کھانے سے پہلے ہاتھ اچھی طرح دھوئیں۔
- کھانا **بسم اللہ** پڑھ کر شروع کریں۔
- دائیں ہاتھ سے کھائیں اور پئیں۔
- اپنے سامنے سے کھانا کھائیں۔
- کھانا آہستہ اور اچھی طرح چبا کر کھائیں۔
- کھاتے وقت شور اور غیر ضروری گفتگو نہ کریں۔
- ضرورت کے مطابق ہی کھانا پلیٹ میں لیں۔
- کھانا ضائع کرنے سے بچیں۔
- پانی بیٹھ کر اور تین سانسوں میں پئیں۔
- کھانے کے بعد **الحمد للہ** کہہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

دلچسپ سرگرمیاں

1: سلام و تعارف

بچوں کو جوڑوں میں تقسیم کریں اور کہیں کہ ایک دوسرے کو سلام کریں اور اپنا نام بتائیں۔ اس کے بعد ہر جوڑا دوسرے جوڑے کو متعارف کرائے۔ اس سے بچوں میں اعتماد اور دوستانہ روابط پیدا ہوں گے۔

2: صفائی پر بات چیت

بچوں کو دائرے میں بٹھائیں اور صفائی کے بارے میں بات چیت کرنے کو کہیں۔ صفائی کیوں ضروری ہے؟ گھر اور سکول کو صاف رکھنے کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ بچوں کی باتیں سنیں اور نتیجہ اخذ کریں۔

3: صفائی کا چارٹ

کلاس میں ایک چارٹ لگائیں اور بچوں سے کہیں کہ وہ صفائی کے اچھے طریقے لکھیں یا بنائیں، جیسے: کچرا ڈسٹ بن میں ڈالنا، روزانہ صفائی رکھنا وغیرہ۔ اسے مشترکہ چارٹ سے صفائی کی اہمیت واضح ہو گی۔

4: کردار سازی ڈراما

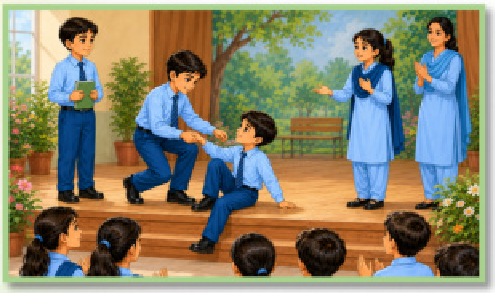

بچوں کو چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم کریں۔ ہر گروہ ایک چھوٹی سی کہانی تیار کرے جس میں کوئی اچھا عمل ہو، مثلاً صفائی رکھنا، دوسروں کی مدد کرنا یا وقت پر کام کرنا۔ اس سے بچوں میں اعتماد اور اظہارِ خیال کی صلاحیت بڑھے گی۔

5: آداب طعام پروجیک

بچوں سے کہیں کہ وہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ادب پر ایک خوبصورت پوسٹر یا ڈرائنگ بنائیں۔ پوسٹر میں آدابِ بعام، جیسے: بسم اللہ کہنا، بیٹھ کر کھانا، شکر ادا کرنا وغیرہ شامل ہوں۔ بہترین پوسٹر کلاس میں آویزاں کریں۔

6: آدابِ دعا اور شکر

بچوں سے کہیں کہ وہ اپنے گھر میں سیکھی گئی دعا اگلے دن کلاس میں سنائیں۔ مثلاً: کھانا کھانے سے پہلے اور بعد کی دعا۔ اس کے ساتھ شکر ادا کرنے کی عادت کی اہمیت پر بات کریں۔

والدین کا کردار

بچہ اپنے روزمرہ کے اوقات میں سے ایک اہم حصہ سکول میں گزارتا ہے، جبکہ باقی وقت زیادہ تر اپنے والدین اور خاندان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس طرح بچے کی شخصیت کی تشکیل میں سکول، والدین اور معاشرہ تینوں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ سکول بچے کو علم کے ساتھ نظم و ضبط، اخلاق، ذمہ داری، صفائی، احترام اور اچھے رویّوں کی تربیت دیتا ہے۔ لیکن یہ تربیت اسی وقت زیادہ مؤثر بنتی ہے جب گھر کا ماحول بھی انہی اقدار کو مضبوط کرے۔ اگر سکول ایک بات سکھائے اور گھر میں اس کے برعکس رویّہ دیکھنے کو ملے تو بچہ الجھن کا شکار ہو سکتا ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ والدین کو باقاعدگی سے مختصر اور واضح پیغام کے ذریعے بتایا جائے کہ اس ہفتے سکول میں کون سا ادب، عادت یا اخلاقی قدر سکھائی جا رہی ہے۔ والدین بھی گھر میں اسی موضوع پر بچے کی رہنمائی کریں، اس کی حوصلہ افزائی کریں اور عملی مثال بنیں۔ مثلاً اگر سکول میں سلام، صفائی، وقت کی پابندی یا کھانے کے آداب سکھائے جا رہے ہوں تو گھر میں بھی ان پر توجہ دی جائے۔ جب سکول اور گھر ایک ہی پیغام دیتے ہیں تو بچے کے لیے سیکھنا آسان ہو جاتا ہے، اچھی عادت جلد پختہ ہوتی ہے اور تربیت صرف سبق تک محدود نہیں رہتی بلکہ اس کے کردار کا حصہ بن جاتی ہے۔

جائزہ و حوصلہ افزائی

اسلامی آداب کی تربیت میں سزا کے بجائے حوصلہ افزائی زیادہ مؤثر ہے۔ بچوں کو شرمندہ کرنے کے بجائے نرمی سے سمجھایا جائے۔ اچھے عمل پر تعریف، دعائیہ جملہ، اسٹار، کارڈ یا کلاس میں مختصر حوصلہ افزائی دی جائے۔ مقصد یہ نہیں کہ بچہ صرف انعام کے لیے اچھا بنے، بلکہ آہستہ آہستہ اچھائی کو اپنی عادت بنا لے۔

اختتامیہ

سکول میں اسلامی آداب و اطوار کی عملی تربیت بچے کی شخصیت سازی کا بنیادی ذریعہ ہے۔ جب بچہ سلام، صفائی، احترام، سچائی، امانت داری، برداشت اور نظم و ضبط کو روزانہ کے معمولات میں سیکھتا ہے تو وہ صرف اچھا طالب علم نہیں بلکہ اچھا انسان بھی بنتا ہے۔ اسلامی تربیت کا اصل حسن یہی ہے کہ علم کردار میں ڈھلے، بات عمل میں آئے اور سکول کا ماحول اخلاق، محبت، احترام اور پاکیزگی کا نمونہ بن جائے۔

مالک خان سیال

مثبت کلاس روم کلچر کیسے بنایا جائے؟

کلاس روم صرف تدریس کی جگہ نہیں بلکہ بچوں کی شخصیت سازی، باہمی تعلقات، اعتماد اور ذمہ داری سیکھنے کا اہم مرکز ہے۔ ایک مثبت کلاس روم وہ ہوتا ہے جہاں ہر طالب علم خود کو محفوظ، محترم اور جماعت کا اہم حصہ محسوس کرے۔ ایسے ماحول میں بچے سوال کرنے، رائے دینے، غلطیوں سے سیکھنے اور سرگرمیوں میں حصہ لینے سے نہیں گھبراتے۔

مثبت کلاس روم کلچر خود بخود قائم نہیں ہوتا بلکہ استاد اسے اپنے رویّے، زبان، اصولوں اور تدریسی انداز سے تشکیل دیتا ہے۔ استاد کا نرم لہجہ، منصفانہ رویّہ، طلبہ کی بات سننا اور ان کی کوشش کو سراہنا کلاس روم کے ماحول پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔

تعلق سے آغاز کیجیے

بچے اس استاد سے زیادہ بہتر سیکھتے ہیں جو انہیں سمجھتا اور اہمیت دیتا ہو۔ استاد طلبہ کو نام سے پکارے، ان کی بات توجہ سے سنے، ان کی دلچسپیوں کو جانے اور ان کی چھوٹی کامیابیوں کی بھی حوصلہ افزائی کرے۔

روزانہ کلاس کے آغاز میں دو تین منٹ بچوں کی کیفیت جاننے کے لیے مختص کیے جا سکتے ہیں۔ اس سے استاد کو طلبہ کی ذہنی اور جذباتی حالت سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

سرگرمی: آج میرا احساس

طلبہ سے کہیں کہ وہ ایک لفظ میں اپنی موجودہ کیفیت بیان کریں، مثلاً:

- خوش
- پُرجوش
- تھکا ہوا
- پریشان
- پُرامید

طلبہ الفاظ، رنگین کارڈ یا ہاتھ کے اشارے سے بھی اپنی کیفیت ظاہر کر سکتے ہیں۔

اصول مل کر بنائیے

کلاس کے اصول صرف استاد کی طرف سے نافذ کرنے کے بجائے طلبہ کے ساتھ مل کر بنائے جائیں۔ اس طرح بچے انہیں پابندی نہیں بلکہ مشترکہ ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ مثلاً :

- ❑ ہم ایک دوسرے کی بات توجہ سے سنیں گے۔
- ❑ ہم غلطی پر کسی کا مذاق نہیں اڑائیں گے۔
- ❑ ہم احترام کے ساتھ اختلاف کریں گے۔
- ❑ ہم پوری کوشش سے کام کریں گے۔
- ❑ ہم کلاس اور اس کے سامان کا خیال رکھیں گے۔

اصول کم، واضح، مثبت اور قابلِ عمل ہونے چاہییں۔ انہیں کلاس میں نمایاں جگہ پر آویزاں کیا جائے۔

سرگرمی: ہماری مثالی کلاس

طلبہ کو گروپوں میں تقسیم کر کے پوچھیں:

"ایک اچھی کلاس کی تین اہم خصوصیات کیا ہونی چاہییں؟"

تمام گروپوں کے جوابات سے ایک مشترکہ "کلاس عہد" تیار کیا جائے۔

مثبت زبان استعمال کیجیے

استاد کے الفاظ بچوں کے اعتماد اور رویّے پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ طنز، تحقیر اور سخت جملوں کے بجائے اصلاحی، واضح اور احترام پر مبنی زبان استعمال کی جائے۔

مثلاً:

"شور مت کرو" کے بجائے کہیں:
"اپنی آواز اتنی رکھیے کہ سب توجہ سے کام کر سکیں۔"

"تم ہمیشہ غلط کرتے ہو" کے بجائے کہیں:
"یہ حصہ دوبارہ دیکھتے ہیں، تم درست جواب کے قریب ہو۔"

"تمہیں کچھ سمجھ نہیں آتا" کے بجائے کہیں:
"ہم اسے ایک دوسرے طریقے سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

مثبت زبان کا مطلب غلطی کو نظر انداز کرنا نہیں بلکہ طالب علم کی عزت برقرار رکھتے ہوئے اصلاح کرنا ہے۔

غلطی کو سیکھنے کا موقع بنائیے

جس کلاس میں غلط جواب پر مذاق اڑایا جائے، وہاں بچے سوال کرنا اور جواب دینا چھوڑ دیتے ہیں۔ استاد کو چاہیے کہ غلطی پر تنقید کے بجائے سوچنے اور دوبارہ کوشش کرنے کا موقع دے۔

استاد یہ جملے استعمال کر سکتا ہے:

- اچھی کوشش ہے، دوبارہ سوچتے ہیں۔
- تمہاری سوچ کا یہ حصہ درست ہے۔
- اس جواب تک پہنچنے کے لیے تم نے کیا سوچا؟
- کیا کوئی ساتھی اس جواب کو مزید بہتر بنا سکتا ہے؟

سرگرمی: غلطی تلاش کیجیے

استاد بورڈ پر کسی سوال کا ایسا حل لکھے جس میں ایک یا دو غلطیاں ہوں۔ طلبہ دلیل کے ساتھ غلطی تلاش کریں اور درست طریقہ بیان کریں۔ اس سرگرمی سے غلطی کے بارے میں خوف کم اور تنقیدی سوچ مضبوط ہوتی ہے۔

ہر طالب علم کو اظہار کا موقع دیجیے

کلاس میں عموماً چند پُراعتماد بچے ہی زیادہ بولتے ہیں، جبکہ کم گو طلبہ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ استاد کو شرکت کے مختلف طریقے اختیار کرنے چاہییں:

- پہلے انفرادی سوچ، پھر ساتھی سے گفتگو
- زبانی جواب کے ساتھ تحریری جواب
- سوال کے بعد مناسب سوچنے کا وقت
- گروپ ورک میں واضح ذمہ داریاں
- خاموش طلبہ کو آسان سوال سے آغاز کا موقع

سرگرمی: سوچو، بات کرو، بتاؤ

استاد ایک سوال دے۔ طلبہ پہلے ایک منٹ خود سوچیں، پھر ساتھی سے گفتگو کریں اور آخر میں چند طلبہ پوری کلاس کے سامنے اپنی رائے بیان کریں۔

تعاون کو فروغ دیجیے

ضرورت سے زیادہ مقابلہ بعض بچوں میں حسد، احساسِ کمتری اور دوسروں کی ناکامی پر خوش ہونے کا رویّہ پیدا کر سکتا ہے۔ مثبت کلاس روم میں صحت مند مقابلے کے ساتھ تعاون، مشترکہ کامیابی اور ایک دوسرے کی مدد کو بھی اہمیت دی جاتی ہے۔

گروپ ورک کے دوران ہر طالب علم کو ایک واضح کردار دیا جائے، مثلاً:

- ❑ گروپ قائد
- ❑ مواد لکھنے والا
- ❑ وقت کا نگران
- ❑ نتائج پیش کرنے والا
- ❑ تمام ارکان کی شرکت یقینی بنانے والا

سرگرمی: مل کر مکمل کریں

ہر گروپ کے ارکان کو مختلف معلومات یا ذمہ داریاں دیں۔ تمام ارکان کے حصے مکمل ہونے کے بعد ہی گروپ کا کام مکمل ہو۔ اس سے ہر طالب علم کی اہمیت اور باہمی تعاون کا احساس بڑھتا ہے۔

کوشش اور بہتری کی تعریف کیجیے

تعریف صرف ذہانت یا زیادہ نمبر لینے پر نہ ہو بلکہ کوشش، نظم، تعاون اور بہتری کو بھی سراہا جائے۔ مثلاً:

- ❑ تم نے مشکل سوال کے باوجود کوشش جاری رکھی۔
- ❑ آج تمہاری تحریر پہلے سے زیادہ منظم ہے۔
- ❑ تم نے اپنے ساتھی کی بات غور سے سنی۔
- ❑ تمہارے گروپ نے ذمہ داریاں اچھی طرح تقسیم کیں۔

تعریف حقیقی، مخصوص اور متوازن ہونی چاہیے۔

نظم و ضبط میں انصاف رکھیے

مثبت کلاس روم کا مطلب یہ نہیں کہ ہر غلط رویّہ برداشت کیا جائے۔ واضح حدود اور نظم ضروری ہیں، لیکن اصلاح کے دوران غصے، تضحیک اور سخت سزا سے بچنا چاہیے۔ غلط رویّے کی صورت میں:

- ❑ پرسکون انداز میں رویّے کی نشاندہی کریں۔
- ❑ متعلقہ اصول یاد دلائیں۔
- ❑ اس رویّے کے اثرات سمجھائیں۔
- ❑ طالب علم کو اصلاح کا موقع دیں۔
- ❑ بار بار مسئلہ ہونے پر انفرادی گفتگو کریں۔

سرگرمی: مسئلہ اور حل

طلبہ کو ایک صورتِ حال دیں، مثلاً دو بچے ایک ہی چیز استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ گروپوں سے کہیں کہ وہ اس مسئلے کے تین پُرامن اور منصفانہ حل تجویز کریں۔

ذمہ داریاں تقسیم کیجیے

جب بچوں کو کلاس روم میں عملی ذمہ داریاں ملتی ہیں تو وہ اسے اپنا ماحول سمجھنے لگتے ہیں۔ عمر کے مطابق یہ ذمہ داریاں دی جاسکتی ہیں:

- بورڈ کی تیاری
- تدریسی مواد کی تقسیم
- کتابوں کی ترتیب
- صفائی کی نگرانی
- گروپ سرگرمی کی تنظیم
- خاموش مطالعے کے وقت کی نگرانی

ذمہ داریاں باقاعدگی سے تبدیل کی جائیں تاکہ ہر بچے کو مختلف کردار ادا کرنے کا موقع ملے۔

چند مختصر سرگرمیاں

ایک منٹ کا خلاصہ

سبق کے اختتام پر طلبہ ایک منٹ میں لکھیں کہ انہوں نے آج کیا سیکھا۔

سوال کی دیوار

طلبہ اپنے سوالات کاغذ پر لکھ کر مخصوص جگہ چسپاں کریں۔ استاد مناسب وقت پر ان سوالات پر گفتگو کرے۔

تعریف کا دائرہ

طلبہ ایک دوسرے کی کسی اچھی عادت، کوشش یا تعاون کی تعریف کریں۔

آج کا مددگار

روزانہ ایک یا دو طلبہ کو مواد کی تقسیم، ساتھیوں کی مدد یا کلاس کی ترتیب کی ذمہ داری دی جائے۔

استاد کا خود احتسابی جائزہ

استاد ہر ہفتے خود سے چند سوالات پوچھے:

کیا میں نے ہر طالب علم کو اظہار کا موقع دیا؟ کیا میرے اصول سب پر یکساں لاگو ہوئے؟ کیا میری زبان احترام پر مبنی رہی؟ کون سا طالب علم خاموش یا الگ تھلگ نظر آیا؟ اگلے ہفتے میں کیا بہتر کر سکتا ہوں؟

یاسر نواز

ڈیجیٹل ہوم ورک

موجودہ دور میں ٹیکنالوجی نے ہماری زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا ہے اور تعلیم بھی اس تبدیلی سے الگ نہیں رہی۔ آج طلبہ کتابوں اور کاپیوں کے ساتھ ساتھ موبائل، کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور مختلف تعلیمی ایپس کی مدد سے بھی سیکھ رہے ہیں۔ ڈیجیٹل ہوم ورک اسی جدید تعلیمی نظام کا ایک اہم حصہ ہے، جو طلبہ کو دلچسپ، آسان اور بامقصد انداز میں علم حاصل کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اس کے ذریعے نہ صرف ان کی تعلیمی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ تحقیق، تخلیقی سوچ، خود اعتمادی اور ٹیکنالوجی کے مثبت استعمال کی مہارت بھی پیدا ہوتی ہے۔

ڈیجیٹل ہوم ورک کیا ہے؟

ڈیجیٹل ہوم ورک سے مراد ایسا تعلیمی کام ہے جو طلبہ موبائل، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، ٹیبلٹ یا انٹرنیٹ کی مدد سے مکمل کرتے ہیں۔ جدید دور میں ٹیکنالوجی ہماری زندگی کے تقریباً ہر شعبے کا اہم حصہ بن چکی ہے، اسی لیے تعلیم میں بھی ڈیجیٹل ذرائع کا استعمال تیزی سے بڑھ رہا ہے۔

ڈیجیٹل ہوم ورک میں درج ذیل سرگرمیاں شامل ہو سکتی ہیں:

- آن لائن ورک شیٹس مکمل کرنا
- تعلیمی ویڈیوز دیکھنا
- آن لائن کوئز اور ٹیسٹ دینا
- پاور پوائنٹ پریزنٹیشن تیار کرنا
- مختلف موضوعات پر انٹرنیٹ سے تحقیق کرنا
- تعلیمی ایپس کے ذریعے مشق کرنا
- آڈیو یا ویڈیو کی شکل میں اسائنمنٹ جمع کروانا
- گوگل کلاس روم یا دیگر تعلیمی پلیٹ فارمز پر کام مکمل کرنا

روایتی ہوم ورک عموماً کتاب، کاپی اور تحریری مشق تک محدود ہوتا ہے، جبکہ ڈیجیٹل ہوم ورک میں تصاویر، ویڈیوز، آواز، گیمز اور دیگر دلچسپ سرگرمیاں شامل ہوتی ہیں۔ اس وجہ سے طلبہ زیادہ دلچسپی اور توجہ کے ساتھ اپنا کام مکمل کرتے ہیں۔ ڈیجیٹل ہوم ورک کا بنیادی مقصد صرف ٹیکنالوجی کا استعمال نہیں بلکہ طلبہ کو زیادہ مؤثر، تخلیقی اور بامقصد انداز میں سیکھنے کا موقع فراہم کرنا ہے۔

ڈیجیٹل ہوم ورک کے اہم فوائد

ڈیجیٹل ہوم ورک طلبہ کے لیے سیکھنے کے عمل کو آسان، دلچسپ اور مؤثر بناتا ہے۔ اس کے ذریعے طلبہ صرف معلومات یاد نہیں کرتے بلکہ انہیں سمجھنے، استعمال کرنے اور دوسروں کے سامنے پیش کرنے کی صلاحیت بھی حاصل کرتے ہیں۔

اہم فوائد:

- **دلچسپ انداز میں تعلیم:**

تصاویر، ویڈیوز، اینیمیشنز اور تعلیمی گیمز مشکل موضوعات کو آسان اور دلچسپ بنادیتے ہیں۔

- **اپنی رفتار کے مطابق سیکھنا:**

طلبہ کسی ویڈیو یا سبق کو ضرورت کے مطابق دوبارہ دیکھ سکتے ہیں اور مشکل حصے کو بہتر طریقے سے سمجھ سکتے ہیں۔

- **تحقیق کی صلاحیت:**

انٹرنیٹ سے معلومات تلاش کرنے کے دوران طلبہ میں تحقیق، مشاہدے اور درست معلومات منتخب کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

- **تخلیقی صلاحیتوں میں اضافہ:**

پریزنٹیشن، پوسٹر، ویڈیو یا ڈیجیٹل پروجیکٹ تیار کرنے سے طلبہ اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار کر سکتے ہیں۔

- **وقت کی بچت:**

طلبہ گھر بیٹھے اپنا کام مکمل کر کے آن لائن جمع کروا سکتے ہیں، جبکہ اساتذہ بھی آسانی سے اسے چیک کر سکتے ہیں۔

- **فوری رہنمائی اور فیڈبیک:**

آن لائن کوئز میں طلبہ کو فوری طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کا جواب درست ہے یا غلط۔

- **ڈیجیٹل مہارتوں کی ترقی:**

طلبہ کمپیوٹر، انٹرنیٹ، ٹائپنگ، ای میل، پریزنٹیشن اور مختلف سافٹ ویئر کا استعمال سیکھتے ہیں۔

- **ماحول دوست طریقہ:**

ڈیجیٹل ہوم ورک سے کاغذ کا استعمال کم ہوتا ہے، جس سے ماحول کے تحفظ میں مدد ملتی ہے۔

طلبہ، والدین اور اساتذہ کی ذمہ داریاں:

ڈیجیٹل ہوم ورک کے مثبت نتائج حاصل کرنے کے لیے طلبہ، والدین اور اساتذہ تینوں کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنا ضروری ہے۔

طلبہ کی ذمہ داریاں:

- ہوم ورک مقررہ وقت پر مکمل کرنا
- انٹرنیٹ کا استعمال صرف تعلیمی مقاصد کے لیے کرنا
- دوسروں کا کام نقل کرنے کے بجائے خود تحقیق کرنا
- قابلِ اعتماد ویب سائٹس سے معلومات حاصل کرنا
- اپنی ذاتی معلومات اور پاس ورڈ محفوظ رکھنا
- آن لائن کلاس یا اسائنمنٹ کے اصولوں پر عمل کرنا
- کام مکمل کرنے کے بعد اسے دوبارہ چیک کرنا

اساتذہ کا کردار:

اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کی عمر، قابلیت اور تعلیمی سطح کے مطابق ڈیجیٹل سرگرمیاں تیار کریں۔ ہوم ورک نہ بہت زیادہ مشکل ہو اور نہ ہی غیر ضروری طور پر طویل ہو۔ اساتذہ کو واضح ہدایات، مناسب وقت اور ضروری تعلیمی ذرائع فراہم کرنے چاہییں۔ اساتذہ کو یہ بھی یقینی بنانا چاہیے کہ:

- ہوم ورک سبق سے متعلق اور بامقصد ہو
- طلبہ کو محفوظ ویب سائٹس اور ایپس بتائی جائیں
- ہر طالب علم کو یکساں تعلیمی موقع ملے
- طلبہ کے کام پر بروقت رائے دی جائے
- نقل اور مصنوعی ذہانت کے غلط استعمال کی حوصلہ شکنی کی جائے
- والدین اور اساتذہ مناسب نگرانی اور رہنمائی فراہم کریں
- ڈیوائس دستیاب نہ ہونے کی صورت میں متبادل تحریری کام دیا جائے
- آن لائن معلومات کو مختلف ذرائع سے تصدیق کے بعد استعمال کیا جائے

والدین کا کردار:

والدین بچوں کو مناسب ماحول، انٹرنیٹ اور ضروری ڈیوائس فراہم کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ انہیں بچوں کی نگرانی ضرور کرنی چاہیے، لیکن ان کا پورا کام خود نہیں کرنا چاہیے۔ والدین کو چاہیے کہ:

- بچے کے لیے ہوم ورک کا مخصوص وقت مقرر کریں
- موبائل اور انٹرنیٹ کے محفوظ استعمال کی رہنمائی کریں
- غیر ضروری اسکرین ٹائم محدود کریں
- بچے کو خود سوچنے اور مسئلہ حل کرنے دیں
- پڑھائی کے دوران پرسکون ماحول فراہم کریں
- بچے کی محنت اور مثبت کوشش کی حوصلہ افزائی کریں

ڈیجیٹل ہوم ورک کے ممکنہ چیلنجز:

- انٹرنیٹ یا بجلی کی عدم دستیابی
- تمام طلبہ کے پاس ڈیجیٹل ڈیوائس نہ ہونا
- آنکھوں اور جسمانی صحت پر زیادہ اسکرین ٹائم کے اثرات
- غلط یا غیر مستند معلومات کا استعمال
- دوسروں کا کام نقل کرنے کا امکان
- سوشل میڈیا اور گیمز کی وجہ سے توجہ میں کمی
- آن لائن رازداری اور سکیورٹی کے مسائل

درست منصوبہ بندی، محدود اسکرین ٹائم، محفوظ انٹرنیٹ اور والدین و اساتذہ کی رہنمائی کے ذریعے ڈیجیٹل ہوم ورک کو زیادہ مؤثر بنایا جا سکتا ہے۔ اس کا مقصد صرف ہوم ورک مکمل کرنا نہیں بلکہ طلبہ میں علم، تحقیق، تخلیقی سوچ، ذمہ داری، خود اعتمادی اور ٹیکنالوجی کے مثبت استعمال کو فروغ دینا ہے۔

ڈیجیٹل ہوم ورک طلبہ کو آج کی تعلیم کے ساتھ ساتھ مستقبل کے چیلنجز کے لیے بھی تیار کرتا ہے۔

اصغر حمید

طلبہ کی حوصلہ افزائی کے مؤثر طریقے

اساتذہ کے لیے عملی رہنمائی اور سرگرمیاں

طلبہ کی حوصلہ افزائی ان کے اعتماد، رویّے، تعلیمی دلچسپی اور کارکردگی پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔ بعض بچے پُراعتماد ہوتے ہیں، جبکہ کچھ غلطی کے خوف، کمزور کارکردگی یا سابقہ منفی تجربات کی وجہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ایسے طلبہ کو صرف تعریف نہیں بلکہ حقیقی، مسلسل اور متوازن رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ حوصلہ افزائی کا مطلب ہر کام پر بے جا تعریف کرنا یا غلطی کو نظرانداز کرنا نہیں۔ اس کا مقصد بچے کو یہ احساس دلانا ہے کہ کوشش، محنت اور درست طریقے سے وہ بہتر ہو سکتا ہے۔

کوشش کو نتیجہ سے زیادہ اہمیت دیجیے

صرف زیادہ نمبر لینے یا درست جواب دینے پر تعریف نہ کی جائے، بلکہ کوشش، نظم، تعاون اور بہتری کو بھی سراہا جائے۔

- تم نے مشکل کے باوجود کوشش جاری رکھی۔
- تم نے اپنی غلطی خود تلاش کرنے کی کوشش کی۔
- آج تمہاری تحریر پہلے سے زیادہ منظم ہے۔

”تم بہت ذہین ہو“ کے بجائے کہا جائے:

”تم نے سوال حل کرنے کے لیے مختلف طریقے آزمائے، یہ اچھی سیکھنے کی عادت ہے۔“

اس انداز سے بچہ اپنی کامیابی کو صرف ذہانت نہیں بلکہ محنت اور حکمتِ عملی سے جوڑتا ہے۔

تعریف مخصوص اور حقیقی ہونی چاہیے

شاباش" اور "بہت اچھے" جیسے الفاظ مفید ہیں، لیکن زیادہ مؤثر تعریف وہ ہوتی ہے جس میں واضح کیا جائے کہ کس بات کو سراہا جا رہا ہے۔ تعریف حقیقت پر مبنی، مختصر اور متوازن ہونی چاہیے۔ غیر حقیقی تعریف بچے کے اعتماد کے بجائے اس کی توقعات کو غیر ضروری طور پر بڑھا سکتی ہے۔

مثلاً:

- تم نے جواب دینے سے پہلے اچھی طرح سوچا۔
- تم نے ساتھی کی مدد ذمہ داری سے کی۔
- تم نے اپنی باری کا انتظار کیا۔
- تم نے غلطی کے بعد دوبارہ کوشش کی۔

تمام بچوں کی حوصلہ افزائی کیجیے

کلاس میں عموماً تیز اور پُراعتماد طلبہ زیادہ تعریف حاصل کرتے ہیں، جبکہ خاموش یا کمزور بچے نظرانداز ہو جاتے ہیں۔ استاد کو ان خوبیوں کو بھی سراہنا چاہیے:

- وقت کی پابندی
- سوال پوچھنے کی ہمت
- غلطی تسلیم کرنا
- توجہ سے سننا
- صفائی اور ترتیب
- دوسروں کی مدد
- دوبارہ کوشش کرنا
- ذمہ داری مکمل کرنا

غلطی کے وقت بچے کی حوصلہ افزائی

غلطی کے وقت بچے کی حوصلہ افزائی کرنا اس کی شخصیت سازی اور سیکھنے کے عمل کے لیے بہت اہم ہے۔ استاد کو چاہیے کہ بچے کی غلطی پر اسے ڈانٹنے یا شرمندہ کرنے کے بجائے نرمی سے سمجھائے کہ غلطی سیکھنے کا ایک قدرتی حصہ ہے۔ مثلاً کہا جا سکتا ہے: "کوئی بات نہیں، غلطی ہو گئی ہے، ہم دوبارہ کوشش کرتے ہیں۔" بچے کی کوشش اور محنت کو سراہنا چاہیے، چاہے وہ مکمل طور پر کامیاب نہ ہوا ہو۔ اس طرح بچے میں اعتماد پیدا ہوتا ہے، وہ سوال کرنے اور دوبارہ کوشش کرنے سے نہیں گھبراتا اور آہستہ آہستہ اپنی غلطیوں سے سیکھنا شروع کر دیتا ہے۔

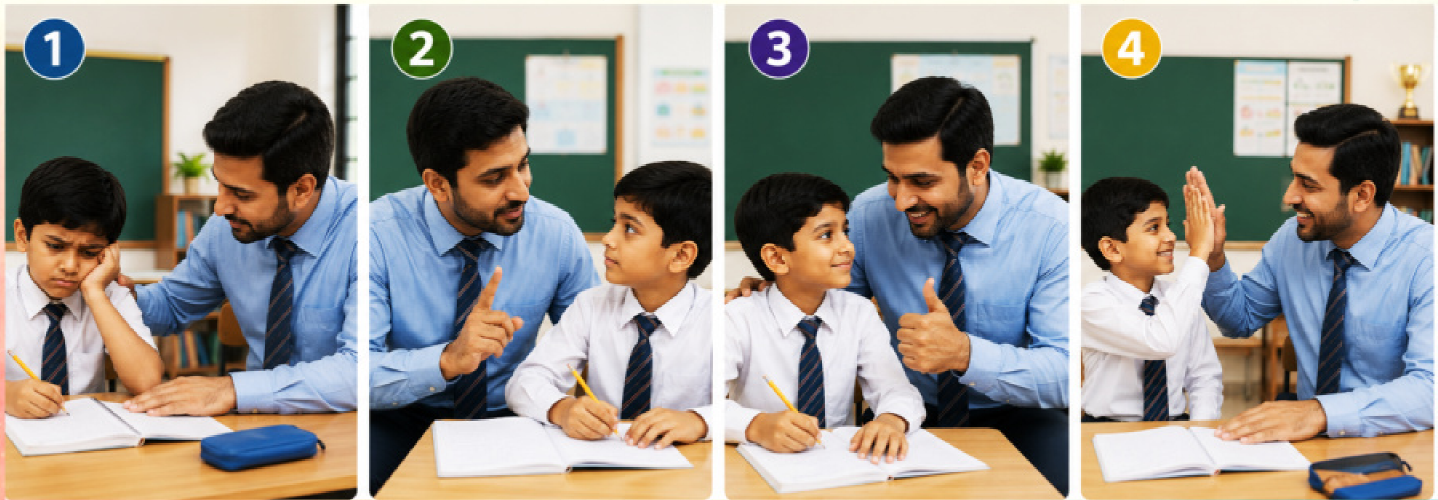

چھوٹے اور قابلِ حصول اہداف

بڑے ہدف کو چھوٹے مرحلوں میں تقسیم کیا جائے۔ مثلاً:

- روزانہ ایک سوال پوچھنا
- کام وقت پر شروع کرنا
- تحریر صاف رکھنا
- ساتھی کی بات نہ کاٹنا
- غلطی کے بعد دوبارہ کوشش کرنا

ہفتے کے اختتام پر طالب علم خود جائزہ لے:

- میں نے کیا بہتر کیا؟
- مجھے کہاں مدد درکار ہے؟
- اگلے ہفتے میرا ہدف کیا ہوگا؟
- مجھے ہر ہفتے اپنے اپ کو بہتر کرنے کے لیے کیا ترجیحات ہونی چاہیں۔

ذمہ داری دے کر اعتماد بڑھایئے

عملی ذمہ داری بھی حوصلہ افزائی کا مؤثر ذریعہ ہے۔ استاد بچوں کو یہ ذمہ داریاں دے سکتا ہے:

- بورڈ کی تیاری
- کتابوں یا مواد کی تقسیم
- گروپ کی قیادت
- وقت کی نگرانی
- سوالات جمع کرنا
- کلاس کی ترتیب میں مدد

ذمہ داریاں بدلتی رہیں تاکہ ہر بچے کو مختلف کردار ادا کرنے کا موقع ملے۔

سرگرمی: کوشش کی دیوار

کلاس میں ''ہماری کوششیں'' کے عنوان سے ایک جگہ بنائی جائے، جہاں بچوں کے مثبت کام لکھے جائیں، مثلاً:

- ایک طالب علم نے مشکل سوال دوبارہ حل کیا۔
- ایک گروپ نے سب کو بولنے کا موقع دیا۔
- ایک بچے نے ساتھی کی مدد کی۔
- ایک طالب علم نے اپنی غلطی خود درست کی۔

کن باتوں سے بچنا چاہیے؟

استاد کو ان رویّوں سے اجتناب کرنا چاہیے:

- ہر معمولی کام پر غیر حقیقی تعریف
- صرف ذہین بچوں کو سراہنا
- بچوں کا باہمی تقابل
- طنز یا مذاق
- سب کے سامنے کمزوری بیان کرنا
- مادی انعامات پر زیادہ انحصار
- بچے کی شخصیت پر منفی فیصلہ دینا

''تم سست ہو'' کے بجائے کہا جائے:

''آج تم نے کام دیر سے شروع کیا، آئندہ ہم وقت پر آغاز کریں گے۔''

استاد کا خود جائزہ

استاد ہر ہفتے خود سے پوچھے:

- کیا میں نے مختلف بچوں کو سراہا؟
- کیا میری تعریف مخصوص اور حقیقی تھی؟
- کیا میں نے کوشش کو نتیجے سے زیادہ اہمیت دی؟
- کیا کسی خاموش بچے کو نظر انداز کیا؟
- کیا میرے الفاظ نے دوبارہ کوشش کی ترغیب دی؟

حاصل کلام

طلبہ کی مؤثر حوصلہ افزائی بڑے انعامات کی محتاج نہیں۔ استاد کا ایک بروقت جملہ، چھوٹی پیش رفت کی پہچان، حقیقی تعریف اور دوبارہ کوشش کا موقع بچے کے اعتماد کو مضبوط بنا سکتا ہے۔

جب استاد نمبروں کے ساتھ کوشش، نظم، تعاون، ذمہ داری اور بہتری کو اہمیت دیتا ہے تو بچے ناکامی سے گھبرانے کے بجائے سیکھنے کے عمل میں شریک ہوتے ہیں۔ یہی حوصلہ افزائی انہیں خود اعتماد، مستقل مزاج اور ذمہ دار انسان بناتی ہے۔

ارسلان شاکر

رازداری کے آداب

رازداری ایک اعلیٰ اخلاقی وصف ہے جو انسان کے کردار، امانت داری اور قابلِ اعتماد ہونے کی علامت ہے۔ کسی کی ذاتی بات کو محفوظ رکھنا، اس کے عیبوں کی پردہ پوشی کرنا اور اس کی اجازت کے بغیر اس کے معاملات دوسروں تک نہ پہنچانا اسلامی تعلیمات کا اہم حصہ ہے۔ اسلام ہمیں صرف اپنی زبان کی حفاظت ہی نہیں سکھاتا بلکہ دوسروں کی عزت، نجی زندگی اور اعتماد کی حفاظت کا بھی حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور ایک دوسرے کے عیب نہ ٹٹولو۔'' (الحجرات: 12) رسولِ اکرم ﷺ نے امانت، حسنِ معاشرت اور دوسروں کے حقوق کی حفاظت کی تعلیم دی۔ لہٰذا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی کی بات، راز یا ذاتی معاملے کو امانت سمجھے اور بلا ضرورت اسے ظاہر کرنے سے بچے۔

رازداری کے آداب

کسی کی ذاتی بات کو امانت سمجھ کر محفوظ رکھیں۔

حدیث :''جب کوئی شخص کوئی بات کہے اور پھر اِدھر اُدھر دیکھے تو وہ امانت ہے۔'' **(ترمذی)**

بغیر اجازت کسی کا راز دوسروں کو نہ بتائیں۔

قرآن :''بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ۔'' **(النساء: 58)**

کسی کی ذاتی گفتگو بلا اجازت آگے نہ پہنچائیں۔

حدیث :''مجلسوں کی باتیں امانت ہیں۔'' **(ابوداؤد)**

اعتماد میں دی گئی بات کو اپنی گفتگو میں استعمال نہ کریں۔

حدیث :''جس میں امانت نہیں، اس میں ایمان نہیں۔'' **(مسند احمد)**

کسی کی نجی چیز یا پیغام بغیر اجازت نہ دیکھیں۔

قرآن :''اور تجسس نہ کرو۔'' **(الحجرات: 12)**

راز کو مذاق یا گفتگو کا موضوع نہ بنائیں۔

حدیث :''آدمی کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کرتا پھرے۔'' **(مسلم)**

سوشل میڈیا پر کسی کی نجی معلومات شیئر نہ کریں۔

قرآن :''اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔'' **(الحجرات: 12)**

کسی کے عیب کو ظاہر کرنے کے بجائے پردہ پوشی کریں۔

حدیث :''جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے، اللہ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔'' **(مسلم)**

سرگرمیاں

- ❖ طلبہ کو فرضی صورتِ حال دے کر راز محفوظ رکھنے کا درست طریقہ سکھایا جائے۔
- ❖ طلبہ ذاتی معلومات میں فرق کرنے کی سرگرمی انجام دیں۔
- ❖ کلاس میں رازداری کے موضوع پر گفتگو کروائی جائے۔
- ❖ بچوں کو مختلف مثالیں دے کر بتایا جائے کہ کون سی بات آگے نہیں پہنچانی چاہیے۔

رازداری محض کسی بات کو چھپانے کا نام نہیں بلکہ یہ اعتماد، امانت اور دوسروں کے احترام کی علامت ہے۔ جو شخص دوسروں کی باتوں اور ذاتی معاملات کی حفاظت کرتا ہے، لوگ اس پر اعتماد کرتے ہیں اور اس کا کردار معاشرے میں عزت کا باعث بنتا ہے۔ بچوں میں یہ عادت ابتدائی عمر ہی سے پیدا کرنا ضروری ہے تاکہ وہ اپنی عملی اور ڈیجیٹل زندگی دونوں میں ذمہ دار اور با اعتماد انسان بن سکیں۔ آیئے ہم دوسروں کے راز کو امانت سمجھیں، تجسس اور افشائے راز سے بچیں اور اپنی زبان و عمل سے دوسروں کے اعتماد کی حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں امانت داری، پردہ پوشی اور رازداری کے آداب اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ارسلان شاکر

غزالی سکول حسن خان، جھنگ

کس نے صحرا میں مرے واسطے رکھی ہے یہ چھاؤں

جھنگ کی سرزمین پنجاب کے ان تاریخی خطوں میں شمار ہوتی ہے جہاں دریائے چناب کے کنارے آباد بستیاں اپنی قدیم تہذیب، زرعی زندگی، سادہ مزاج لوگوں اور مضبوط سماجی رشتوں کے باعث ایک منفرد شناخت رکھتی ہیں۔ ضلع جھنگ کی دیہی آبادی میں تعلیم ہمیشہ ترقی اور خوش حالی کی ایک بنیادی ضرورت رہی ہے، کیونکہ یہاں کے بچوں کے لیے معیاری تعلیم تک رسائی ان کے مستقبل کی تشکیل میں فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہے۔ اسی وسیع تر تعلیمی منظرنامے میں حسن خان بھی ایک ایسی بستی ہے جہاں ایک وقت میں وسائل محدود تھے، مگر بہتر مستقبل کی خواہش رکھنے والے والدین اور بچوں کے لیے تعلیم کی طلب موجود تھی۔ ایسے ہی ماحول میں غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا تعلیمی سفر یہاں پہنچا اور ایک محدود سے آغاز کو رفتہ رفتہ ایک مضبوط اور باوقار تعلیمی ادارے میں تبدیل کر دیا۔

غزالی سکول حسن خان کا آغاز 12 اپریل 2000ء کو محض پانچ مرلے کے ایک کرائے کے مکان سے ہوا۔ یہ عمارت صرف ایک کمرے، ایک برآمدے اور ایک واش روم پر مشتمل تھی۔ اس وقت شاید کسی نے یہ تصور بھی نہ کیا ہو کہ چند مرلے کی کرائے کی اس مختصر سی جگہ سے شروع ہونے والا ادارہ آنے والے برسوں میں تین کیمپس، 23 کمروں، 11 واش رومز اور دو برآمدوں پر مشتمل ایک بڑے تعلیمی مرکز کی صورت اختیار کر لے گا، جس کا مجموعی رقبہ آج تقریباً تین کنال ہے۔ ستمبر 2009ء میں سکول کا الحاق پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے ہوا، جس نے علاقے کے بچوں کے لیے تعلیم کے مواقع کو مزید آسان بنایا۔ اس شراکت داری سے خصوصاً ایسے خاندانوں کو سہارا ملا جن کے لیے بچوں کے تعلیمی اخراجات برداشت کرنا مشکل تھے۔

ادارے کی ترقی کا ایک اہم مرحلہ اپریل 2014ء میں آیا جب طلبہ کی تعداد 450 تک پہنچ گئی۔ یہ تعداد اس بات کا واضح ثبوت تھی کہ حسن خان کی آبادی نے غزالی کے تعلیمی معیار، نظم و ضبط اور تربیتی ماحول پر اعتماد کرنا شروع کر دیا تھا۔ تاہم بڑھتی ہوئی تعداد کے ساتھ عمارت کی ضرورت بھی شدت سے محسوس ہونے لگی۔ 2014ء سے 2026ء تک عمارت میں خاطر خواہ توسیع نہ ہو سکنے کے باعث طلبہ کی تعداد عموماً 450 سے 500 کے درمیان رہی۔ موجودہ عمارت اب طلبہ کی ضروریات کے مقابلے میں ناکافی ہے اور محدود جگہ کے باعث تعلیمی سرگرمیوں کو وسعت دینے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ اس کے باوجود انتظامیہ اور اساتذہ نے دستیاب وسائل میں رہتے ہوئے معیارِ تعلیم کو برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش جاری رکھی ہے۔

غزالی سکول حسن خان کی شناخت صرف اس کی عمارت یا طلبہ کی تعداد سے نہیں بلکہ اس کے تعلیمی نتائج سے بنتی ہے۔ 2005ء میں جماعت ہشتم کے پی ای سی امتحان میں غزالی نے اوسط نمبروں کے اعتبار سے نمایاں برتری حاصل کی، جبکہ 2024ء کے میٹرک بورڈ امتحانات میں غزالی سکول حسن خان نے ضلع جھنگ میں اول پوزیشن حاصل کر کے اپنی تعلیمی روایت کو مزید مضبوط کیا۔ حالیہ عرصے میں کیو اے ٹی 2025-26ء میں ادارے کا 100 فیصد نتیجہ بھی اس مسلسل محنت اور تدریسی معیار کا مظہر ہے۔ اسی طرح غزالی پریمیئر کالج لاہور میں متعدد طلبہ کا 100 فیصد اسکالرشپ پر داخلہ حاصل کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ حسن خان کے بچے مناسب مواقع ملنے پر انہیں حقیقت میں بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

کسی بھی تعلیمی ادارے کی سب سے بڑی کامیابی اس کے فارغ التحصیل طلبہ کی عملی زندگی میں کامیابی ہوتی ہے، اور غزالی سکول حسن خان اس حوالے سے ایک قابلِ فخر سفر رکھتا ہے۔ اس ادارے سے تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ آج طب، تعلیم، انتظامیہ، کاروبار، اکاؤنٹنگ، قانون اور بیرونِ ملک پیشہ ورانہ شعبوں سمیت زندگی کے مختلف میدانوں میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کر رہے ہیں۔ سیدہ عظمیٰ بخاری سول ہسپتال جھنگ میں گائنی اسپیشلسٹ کے طور پر خدمات انجام دے رہی ہیں، سیدہ فروہ بخاری برطانیہ میں ایک کمپنی کی ڈائریکٹر ہیں، محمد ارسلان تبسم برطانیہ میں ملازمت کر رہے ہیں، اسامہ اسلم گجر چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ہیں، طلحہ نور اسکاٹ لینڈ میں اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں، جبکہ ندیم عباس گورمے کمپنی پاکستان میں مینجنگ ڈائریکٹر کے منصب پر فائز ہیں۔ اسی طرح امیر حمزہ بطور ایس ایس ٹی، ثناء رمضان بطور لیکچرار فزکس اور مبشر رسول بطور ایس ایچ او خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ نام اس ادارے کے لیے محض کامیابیوں کی فہرست نہیں بلکہ ان سینکڑوں خوابوں کی تعبیر ہیں جو کبھی غزالی سکول حسن خان کی جماعتوں میں پرورش پاتے تھے۔

آج غزالی سکول حسن خان تقریباً 500 طلبہ کے ساتھ اپنی تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس سفر میں سہولیات میں وقتاً فوقتاً اضافہ کیا گیا، مگر موجودہ عمارت کی گنجائش اب ادارے کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے لیے ناکافی ہے۔ نئی اور مستقل عمارت کی ضرورت آج اس ادارے کی سب سے اہم ضرورت بن چکی ہے۔ ادارہ اس مقصد کے لیے کسی ایسے محسن اور صاحبِ خیر کا منتظر ہے جو اس تعلیمی سفر میں اپنا حصہ ڈال کر سینکڑوں بچوں کے مستقبل کو مزید روشن بنانے کا ذریعہ بن سکے۔

غزالی سکول حسن خان کی داستان دراصل ایک چھوٹے سے کمرے سے شروع ہونے والے اس خواب کی داستان ہے جسے اساتذہ کے اخلاص، طلبہ کی محنت، والدین کے اعتماد اور ادارے کی مسلسل جدوجہد نے حقیقت کا روپ دیا۔ 12 اپریل 2003ء کو پانچ مرلے کے ایک مکان میں روشن ہونے والا یہ چراغ آج سینکڑوں گھروں کے مستقبل کو منور کر رہا ہے۔ اس کے کلاس رومز میں بیٹھنے والے بچوں میں سے کئی آج ڈاکٹر، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ، استاد، پولیس افسر، کاروباری شخصیت اور بیرونِ ملک اپنی صلاحیتوں کا اظہار کرنے والے کامیاب افراد بن چکے ہیں۔

یہی وہ سرمایہ ہے جو کسی بھی تعلیمی ادارے کی اصل پہچان بنتا ہے۔ دعا ہے کہ غزالی سکول حسن خان کا یہ چراغ یونہی روشن رہے، اس کے آنگن سے علم و کردار کے پھول کھلتے رہیں اور آنے والی نسلیں بھی یہاں سے اپنے خوابوں کو تعبیر دینے کا حوصلہ پاتی رہیں۔

محمد ابراہیم (پرنسپل)

غزالی سکول حسن خان سے میری وابستگی میرے لیے محض ایک ملازمت نہیں بلکہ ایک مقصد اور ایک مسلسل تعلیمی سفر ہے۔ اپریل 2000ء میں رانا محمد افضل کی وساطت سے غزالی سے وابستہ ہونے کا موقع ملا۔ انٹرویو کے بعد بطور پرنسپل ذمہ داری سنبھالی تو ادارہ اپنے ابتدائی مراحل میں تھا؛ وسائل محدود تھے، عمارت سادہ تھی اور مقامی سطح پر اعتماد حاصل کرنا بھی ایک چیلنج تھا۔ تاہم ہم نے ہمت نہیں ہاری۔ مسلسل محنت، والدین اور کمیونٹی سے مؤثر رابطے اور سالانہ تقریبات جیسی سرگرمیوں کے ذریعے ادارے کو علاقے میں ایک نمایاں شناخت حاصل ہوئی۔ چند برسوں میں طلبہ کی تعداد 139 تک پہنچی، ادارہ ایف اے ایس پروگرام سے منسلک ہوا اور وقت کے ساتھ اس کا دائرۂ کار تین کیمپس تک وسیع ہوا۔ PEC اور میٹرک کے نمایاں نتائج نے بھی ادارے کی تعلیمی ساکھ کو مضبوط کیا۔

میرے لیے سب سے بڑی خوشی یہ ہے کہ غزالی کے ساتھ میرا سفر مسلسل سیکھنے، خدمت اور دوسروں کو آگے بڑھانے کا ذریعہ بھی بنا۔ بطور ماسٹر ٹرینر ضلع جھنگ کے اساتذہ کے لیے تربیتی سیشنز منعقد کرنے اور بطور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر ذمہ داریاں ادا کرنے کا موقع ملا، جس سے میری پیشہ ورانہ صلاحیتوں میں مزید نکھار آیا۔ ادارے کی کارکردگی کے اعتراف میں شیخ افتخار احمد ربانی کی جانب سے اعزازی بونس کا حصول بھی ہمارے لیے حوصلہ افزائی کا باعث رہا۔ آج بھی میرا عزم یہی ہے کہ غزالی سکول حسن خان میں تعلیم کے ساتھ تربیت، معیار کے ساتھ کردار اور کامیابی کے ساتھ خدمت کی روایت کو مزید مضبوط کیا جائے، تاکہ یہ ادارہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی علم اور امید کا معتبر مرکز بنا رہے۔

ارسلان شاکر

اک چراغ اپنے لہو سے ہی جلا دیں ہم لوگ

تعلیم محض کتابیں پڑھانے کا نام نہیں بلکہ یہ نسلوں کی فکری، اخلاقی اور شخصی تعمیر کا ایک مسلسل عمل ہے۔ اس مقدس ذمہ داری کو وہی افراد حقیقی معنوں میں نبھا سکتے ہیں جن کے لیے تدریس محض ذریعۂ معاش نہیں بلکہ شوق، خدمت اور مقصدِ زندگی بن جائے۔ غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ساتھ طویل عرصے سے وابستہ ایسے ہی مخلص تعلیمی شخصیات میں **محمد نوید** کا نام نمایاں ہے، جو غزالی سکول ملیاں کلاں شیخوپورہ میں بطور وائس پرنسپل اپنی ذمہ داریاں انجام دے رہے ہیں۔

محمد نوید اگست 2000 سے غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ساتھ وابستہ ہیں۔ دورانِ طالب علمی انہیں تدریس سے خاص شغف تھا، اسی شوق نے انہیں غزالی سے وابستہ ہونے کی ترغیب دی۔ وقت کے ساتھ یہی شوق ایک باقاعدہ پیشے اور خدمتِ تعلیم کے مستقل سفر میں تبدیل ہو گیا۔ گزشتہ کئی دہائیوں پر محیط یہ وابستگی ان کی ادارے سے وفاداری، تدریس سے محبت اور تعلیمی خدمت کے عزم کی روشن مثال ہے۔

محمد نوید کی نظر میں ایک اچھا تعلیمی ادارہ صرف طلبہ کی تعلیمی ضروریات پوری نہیں کرتا بلکہ ان کی تربیت اور شخصیت سازی کو بھی اپنی بنیادی ذمہ داری سمجھتا ہے۔ غزالی کا نظامِ تعلیم اسی سوچ کو عملی شکل دیتا ہے، جہاں طلبہ کی علمی ترقی کے ساتھ ان کی تربیت اور کردار سازی پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غزالی سے وابستہ رہنے والے طلبہ کی کامیابی ان کے اساتذہ کے لیے بھی باعثِ مسرت اور اطمینان بنتی ہے۔ ایک معلم کے لیے اس سے بڑھ کر اعزاز اور کیا ہو سکتا ہے کہ برسوں بعد اس کے شاگرد اس سے ملاقات کریں اور آج بھی ادب و احترام سے پیش آئیں۔ محمد نوید کے لیے سابق طلبہ کی ایسی ملاقاتیں ان کی طویل تعلیمی جدوجہد کا وہ خوبصورت ثمر ہیں جو دل کو گہرا اطمینان عطا کرتا ہے۔ یہ احترام دراصل استاد اور شاگرد کے درمیان قائم اس تعلق کی علامت ہے جو کلاس روم کی حدود سے کہیں آگے تک قائم رہتا ہے۔

طلبہ کے لیے ان کا پیغام بھی اسی تعلیمی فکر کا آئینہ دار ہے کہ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کریں، علم و کردار میں آگے بڑھیں اور اپنی صلاحیتوں کو ملک و قوم اور والدین کے لیے باعثِ فخر و راحت بنائیں۔ یہی وہ مقصد ہے جس کے لیے ایک استاد اپنی زندگی کے بہترین سال نئی نسل کی تعلیم و تربیت کے لیے وقف کرتا ہے۔

بیادِ اقبالؒ مقابلہ جات ۔ غزالی سکولز

علامہ محمد اقبالؒ ہمارے فکری اور تہذیبی سرمائے کے ایک تابناک ستون ہیں۔ اُن کے افکار و خیالات آج بھی ہماری نئی نسل کو خودی، حریتِ فکر اور ترقی کی راہ دکھاتے ہیں۔ انہی افکار کو اجاگر کرنے کے لیے غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے اس برس یومِ اقبالؒ کو نہایت منظم، مرحلہ وار اور ہمہ جہتی انداز میں منانے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ طلبہ و طالبات میں اقبالؒ کے پیغام کی گہری سمجھ بیدار ہو سکے۔ ذیل میں ان تقریبات کے مراحل اور اُن کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے:

مقابلہ جات کے مراحل

1 — پہلا مرحلہ: سکول لیول
5 تا 10 اکتوبر 2026

2 — دوسرا مرحلہ:
ضلع / کلسٹر لیول
12 تا 17 اکتوبر 2026

3 — تیسرا مرحلہ:
صوبائی لیول
19 تا 30 اکتوبر 2026

4 — چوتھا مرحلہ:
مرکزی سطح ۔ لاہور
23 تا 25 نومبر 2026

مقابلہ جات کی تفصیل

- بیت بازی
- پینٹنگ اور ڈرائنگ
- تقاریر (اردو و انگریزی)
- ٹیبلو
- کلامِ اقبالؒ (مترنم و تحت اللفظ)
- اقبال کوئز
- مضمون نویسی

یاسر نواز

میں اپنے صحرا کے ذرے ذرے کو خود چمکنا سکھا رہا ہوں

غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے طلبہ کو تخلیقی، اختراعی اور جدید STEM تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے سال 2025 میں سندر اسٹیم کے ساتھ مفاہمتی یادداشت (MOU) پر دستخط کیے اور باہمی اشتراک سے **غزالی اسٹیم ایجوکیشن پروگرام** کا آغاز کیا۔ اس مؤثر تعلیمی شراکت داری کے تحت غزالی کے 105 اسکولز کے طلبہ جدید سائنسی تصورات، عملی سرگرمیوں اور تحقیق پر مبنی تعلیم سے مستفید ہو رہے ہیں۔ یہ پروگرام طلبہ میں تنقیدی سوچ، مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت اور جدت پسندی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے، غزالی اسٹیم ایجوکیشن پروگرام کے تحت میانوالی اور فیصل آباد چیپٹرز میں جماعت پنجم کے طلبہ کے لیے RMC ٹیسٹ کامیابی سے منعقد کیا گیا، جس میں مختلف غزالی اسکولز کے طلبہ نے اپنی صلاحیتوں اور بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ مسلسل تین ماہ سے نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلبہ اکتوبر میں لاہور میں منعقد ہونے والے فائنل ٹیسٹ میں شرکت کریں گے، جہاں نمایاں طلبہ کو انعامات، لیپ ٹاپس اور اسکالرشپس سے نوازا جائے گا۔ یہ سرگرمی طلبہ میں تخلیقی سوچ، مثبت مقابلے اور تعلیمی صلاحیتوں کے فروغ کی جانب ایک اہم قدم ہے۔ RMC ٹیسٹ میں شرکت کرنے والے میانوالی اور فیصل آباد سینٹرز کے غزالی اسکولز کی فہرست درج ذیل ہے

Centers Name (RMC) Mainwali Chapter

Sr. No.	Center Name	School Name
1	**Tibba Qureshian**	i. Gaushala ii. Alam Khel iii. Muijahid Town iv. Wan Bhachran v. Kundian Iqbal
2	**Mehmood wala**	i. Mehmoodwala ii. Rodi
3	**Tari Khel**	i. Tari Khel ii. Sultan Town
4	**Behal**	i. Behal ii. Karor
5	**Esa Khail**	i. Esa Khail ii. Kamar Mushani

Centers Name (RMC) FSD Chapter

Sr. No.	Center Name	School Name
1	**Chak 79JB**	i. Chak 79JB ii. 78JB
2	**Adda Pull 93**	i. Adda Pull 93 Both (Boys +Girls) Campus

جائزہ کتاب

ڈیجیٹل ہوم ورک

ڈیجیٹل ہوم ورک مینول جماعت اول تا ہشتم کے طلبہ کے لیے جدید، دلچسپ اور تحقیق پر مبنی ہوم ورک کی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس میں Google، YouTube، ChatGPT، ویڈیوز، کوئزز اور پریزنٹیشنز کے مؤثر استعمال کو شامل کیا گیا ہے۔ یہ مینول خود سیکھنے، تخلیقی سوچ اور ڈیجیٹل مہارتوں کو فروغ دیتا ہے۔

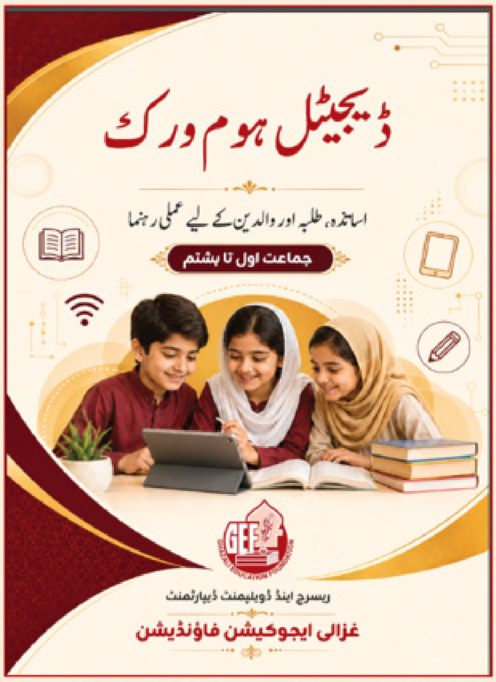

خصوصیات

- ❑ جماعت اول تا ہشتم کے لیے جماعت وار مواد
- ❑ ریاضی، سائنس، اردو، جنرل نالج اور انگریزی کی سرگرمیاں
- ❑ AI اور ڈیجیٹل ٹولز کے استعمال کی رہنمائی
- ❑ کوئز، ویڈیو، پوسٹر، پریزنٹیشن اور تحقیقی کام
- ❑ اساتذہ، طلبہ اور والدین کے لیے واضح ہدایات
- ❑ جائزہ، فیڈبیک اور چیک لسٹس کا نظام

سرورق خوب صورت ٹائیٹل، دلکش طباعت، دیدہ زیب ورق، مناسب قیمت، ہر کامیاب سکول کی لائبریری کا ضروری حصہ

اساتذہ کے لیے فوائد

- ❑ ہوم ورک کی منصوبہ بندی میں آسانی اور وقت کی بچت
- ❑ طلبہ کی تخلیقی اور تحقیقی صلاحیتوں کا بہتر جائزہ
- ❑ جدید تدریسی اور ڈیجیٹل مہارتوں میں اضافہ

طلبہ کے لیے فوائد

- ❑ خود سیکھنے اور تحقیق کی عادت
- ❑ ڈیجیٹل، تخلیقی اور مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت میں بہتری
- ❑ ہوم ورک کو دلچسپ، عملی اور بامقصد بنانا

اس مینول کو حاصل کرنے کے لیے درج ذیل موبائل نمبر پر رابطہ کیجیے: 03015333238

تربیتِ طالبات

کے لیے غزالی کا اہم قدم

بزم گل: تعارف و سرگرمیاں

بزم گل پاکستان سکول کی طالبات کی شخصیت سازی، اخلاقی تربیت، دینی شعور اور تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لیے کام کرنے والی ایک بامقصد طالبات کی تنظیم ہے۔ اس کا بنیادی پیغام **"نیک بنو، نیکی پھیلاؤ "** ہے۔ اس پیغام کے ذریعے طالبات میں اچھے کردار، مثبت سوچ، خود اعتمادی، دوسروں کے لیے خیر خواہی اور معاشرے میں مثبت کردار ادا کرنے کا جذبہ پیدا کیا جاتا ہے۔

بزمِ گل کے تحت مختلف **لیڈر شپ کیمپس، تربیتی پروگرام**، **دینی و روحانی سرگرمیاں، تخلیقی مقابلے اور انٹر اسکول پروگرامز** منعقد کیے جاتے ہیں۔ **رائزنگ اسٹارز کیمپ** جیسے پروگرامز طالبات میں قیادت، خود اعتمادی، ٹیم ورک اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں، جبکہ **رمضان بریز** اور **قرآنی جرنی** جیسے ملک گیر پروگرامز انہیں قرآنِ مجید، عبادات اور دینی اقدار سے جوڑنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

اسی طرح **ٹیلنٹ کویسٹ** جیسے مقابلوں کے ذریعے طالبات کو تعلیم، فنون، تخلیقی اظہار اور اپنی پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ بزمِ گل کا مقصد ایسی باکردار، بااعتماد، باصلاحیت اور ذمہ دار طالبات کی تربیت کرنا ہے جو نہ صرف اپنی زندگی میں کامیابی حاصل کریں بلکہ اپنے خاندان، ادارے اور معاشرے میں بھی **نیکی، مثبت سوچ اور خدمتِ خلق** کو فروغ دینے والی فعال کردار بن سکیں۔

بزمِ گل کے مقاصد:

- طلبہ میں اسلامی اقدار اور دینی شعور کو فروغ دینا۔
- حیا اور پردے کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے انہیں حجاب مہم کے ذریعے حجاب اور اسلامی حیا کی ترغیب دینا۔
- طالبات کی ایسی تربیت کرنا کہ وہ ایک باکردار مسلمان بہن، ذمہ دار بیٹی اور مستقبل میں ایک بہترین ماں کا کردار احسن انداز میں ادا کر سکیں۔

بزمِ گل سرگرمیوں کے لیے منتخب غزالی سکولز

- عالم خیل، میانوالی
- دھریمہ، سرگودھا
- بہل، بھکر
- ڈھوک کاسب، منڈی بہاوالدین
- کامرہ، اٹک
- برہان، اٹک
- شریعت انسٹی ٹیوٹ، قصور
- اڈاپل 93، فیصل آباد
- اخلاص پور، نارووال
- تعمیر ملت، دیپالپور

ٹیچرز ڈویلپمنٹ پروگرامز

(PSSPسکولز شمالی پنجاب)

غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے شعبہ ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ کے زیرِ انتظام شمالی پنجاب کے PSSP سکولز کے اساتذہ کی پیشہ ورانہ استعداد میں اضافے کے لیے 17 تا 24 اگست 2026 ضلع راولپنڈی، اٹک، میانوالی اور بھکر میں 2 روزہ تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کیا گیا۔ ان ورکشاپس میں 8 تربیتی سنٹرز پر مجموعی طور پر 316 اساتذہ نے شرکت کی۔ راولپنڈی میں مندرہ اور دولتالہ، اٹک میں فتح جنگ اور اٹک شہر، میانوالی میں غزالی صوبائی دفتر اور غزالی سکول پپلاں جبکہ بھکر میں غزالی ضلعی دفتر اور گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول نوتک 2 کے سنٹرز شامل رہے۔

ماسٹر ٹرینرز ارسلان شاکر، اسد اللہ راشد اور یاسر نواز صاحبان نے درج ذیل اہم موضوعات پر عملی تربیت فراہم کی :

- **Artificial Intelligence in Education**
- **School Revamping & Improvement**
- **Teaching of Mathematics**
- **Teaching of Science**

ان ورکشاپس کا مقصد PSSP سکولز کے اساتذہ کو جدید تدریسی طریقہ کار، تعلیمی ٹیکنالوجی اور مؤثر تعلیمی حکمتِ عملیوں سے آراستہ کرنا تھا، تاکہ وہ کلاس روم میں طلبہ کی بہتر تعلیمی و فکری نشوونما کو یقینی بنا سکیں۔

GHAZALI EDUCATION FOUNDATION

Congratulations

A SHARED VICTORY
CLASS 10 RESULTS ARE OUT!

410889
RAFAY SHAFIQUE
1169

410873
ARMEEN TARIQ
1178

410877
FATIMA IMRAN
1166

Roll No	Student Name	Marks
410879	Amina Adrees	1164
410901	Sidra Shahzadi	1160
410874	Hifza Azam	1158
410876	Momina Mahmood	1157
410891	Ayesha Irfan	1151
429576	Ayeza Ashfaq	1150
410904	Hadia Shafique	1148

Student Name	Marks
Minhail Fatima	1147
Aeshal Fatima	1136
Hassan Ali	1131
Pakeeza Sharif	1131
Faiqa Kiran	1126
Aisha Asif	1122
Umar Abdullah	1115
Maryam Bibi	1114
M. Abubakar	1112
Aleeza Chaudhry	1111

HONORING THE HARD WORK OF
OUR STUDENTS, TEACHERS AND PARENTS

www.ghazalifoundation.org | (+92-42)111 438 438 | info@get.org.pk

GHAZALI EDUCATION FOUNDATION

Research & Development Department

etaleem ای تعلیم

سیکھیے، سکھائیے

غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے شعبہ ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ نے اساتذہ، طلبہ اور والدین کی رہنمائی کے لیے ای تعلیم یوٹیوب چینل، ای تعلیم فیس بک پیج اور ای تعلیم میگزین بنا رکھے ہیں۔ ہر تین پر گاہے گاہے مختلف موضوعات پر ویڈیوز، پوسٹس اور مضامین نشر کیے جاتے ہیں۔ بھرپور استفادہ کیجیے۔ ہمارا عزم ہے: "سیکھیے، سکھائیے!!"

ای تعلیم میگزین

فیس بک پیج

اساتذہ اور طلبہ کے لیے مفید معلومات، رہنمائی اور تعلیمی اپڈیٹس

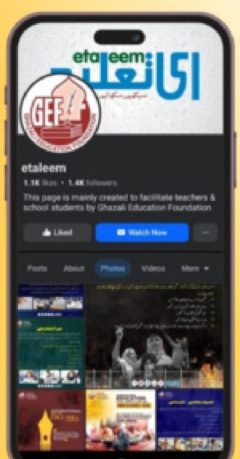

یوٹیوب چینل

تعلیمی، تربیتی، اسلامی اور دلچسپ وڈیوز آسان اور بہترین انداز میں

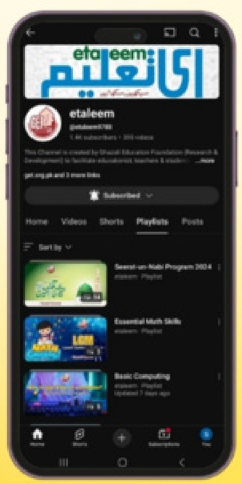

5-E Samanberg, Johar Town Lahore, Pakistan | 042-111 438 438 | info@get.org.pk | www.get.org.pk | GhazaliEduTrust